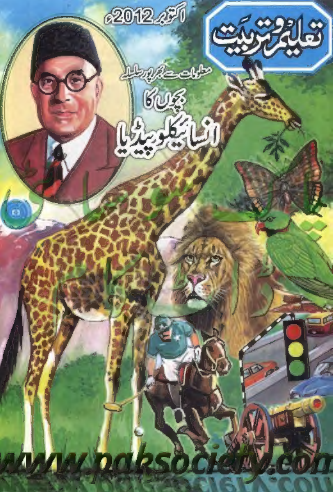

www.paksociety.com

بچوں کا محبوب رسالہ

تعلیم و تربیت

اکتوبر 2012ء

72واں سال چھٹا شمارہ | رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

سعد جب بھی اپنے گھر آتا، گھر کی حالت دیکھ کر اداس ہو جاتا تھا۔ ایک تنگ سی گلی میں ان کا ایک چھوٹا سا پرانا گھر تھا۔ جس دن وہ اپنے دوست حمزہ کے نئے گھر جاتا تو اس کی اداسی مزید بڑھ جاتی تھی۔ ایک دن امی جان نے اسے اپنے پاس بلا کر کہا: ”آؤ، میں تمہیں شیخ سعدی شیرازی کی شاہ کار کتاب ”گلستانِ سعدی“ سے ایک حکایت سناتی ہوں، یہ حکایت صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی تر و تازہ ہے اور انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ سعدی لکھتے ہیں کہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن کر رہا ہوں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مصیبت کے وقت میری زبان پر حرفِ شکایت آیا ہو۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میرا جوتا ٹوٹ گیا اور نیا جوتا خریدنے کے لیے میرے پاس پیسے نہ تھے۔ ننگے پاؤں ہونے کے باعث میں بہت پریشان تھا، اس سے قبل کہ میری زبان پہ ناشکری اور شکایت کے کلمات آتے، میری نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو دونوں پاؤں سے محروم تھا۔ اسے دیکھ کر بے اختیار میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ یہ بے چارہ تو دونوں پاؤں سے محروم ہے جب کہ میرے پاؤں تو سلامت ہیں۔ تم ان لوگوں کی طرف دیکھو جن کے پاس اپنے گھر نہیں ہیں، وہ کرائے کے گھروں میں رہنے پر مجبور ہیں جیسا بھی ہے، ہمارا گھر تو اپنا ہے۔“ امی جان کی بات سعد کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ اس نے عزم کیا کہ وہ پڑھ لکھ کر اپنے گھر کی حالت بدلے گا۔ یاد رکھیے جو لوگ اپنے سے برتر کو دیکھتے ہیں وہ فکر میں مبتلا رہتے ہیں اور جو اپنے سے کم تر کو دیکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آیئے اللہ کے شکر گزار بندے بن کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوش نودی حاصل کریں۔

شہیدِ ملت لیاقت علی خان قائد اعظمؒ کے دستِ راست اور بااعتماد ساتھی تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی پاکستان کے قیام و استحکام کے لیے وقف کیے رکھی۔ 16 اکتوبر 1951ء کو آپ راول پنڈی میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ اکبر نامی ایک شخص نے آپ کو گولی مار کر شہید کر دیا تھا۔ پاکستان کے لیے آپ کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

اس ماہ کے آخر میں عیدالاضحیٰ منائی جائے گی۔ ہماری طرف سے عید کی پیشگی مبارک باد قبول کریں۔

اب آپ اس ماہ کا رسالہ پڑھیے اور اپنی آراء و تجاویز سے آگاہ کیجیے۔

خوش رہیں، شاد رہیں اور آباد رہیں۔

چیف ایڈیٹر	ایڈیٹر، پبلشر	اسسٹنٹ ایڈیٹر	مشیر	سرکولیشن اسسٹنٹ
عبدالسلام	ظہیر سلام	نذیر انبالوی	سعید لخت	محمد بشیر راہی

اس شمارے میں

اداریہ	ادارہ	1
حمد	کرامت بخاری	2
روشنی قرآن و حدیث سے	محمد طیب الیاس	3
[illegible]	علی اکمل تصور	4
[illegible]	[illegible]	8
[illegible]	[illegible]	12
[illegible]	[illegible]	13
[illegible]	ادارہ	15
آیئے [illegible] کریں	[illegible]	16
[illegible]	[illegible]	19
[illegible]	راشد علی نواب شاہی	22
[illegible]	[illegible]	25
[illegible]	ڈاکٹر طارق ریاض خان	29
[illegible]	ضیاء الحسن ضیا	32
[illegible]	محمد طارق [illegible]	33
[illegible]	[illegible]	37
[illegible]	غلام حسین میمن	40
کھیل اور کھلاڑی	نسرین شاہین	43
[illegible]	[illegible]	46
آپ بھی لکھیے	[illegible]	47
[illegible]	[illegible]	51
آپ کا خط	ننھے قارئین	55
[illegible]	[illegible]	57
[illegible] کی کہانی	نذیر انبالوی	60
[illegible]	ننھے مصور	64

اور بہت سے دل چسپ تراشے اور لطیفے
سرورق: بچوں کا انسائیکلوپیڈیا

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ تعلیم و تربیت 32 ایمپرس روڈ، لاہور
042-111 62 62 62 Fax: 042-6278816
E-mail: tot.tarbiatfs@gmail.com
tot.tarbiatfs@live.com

پرنٹر: ظہیر سلام
مطبوعہ: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور
سرکولیشن اور اکاؤنٹس: 60 شاہراہ قائد اعظم، لاہور

سالانہ خریدار بننے کے لیے سال بھر کے شماروں کی قیمت بذریعہ منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کی صورت میں سرکولیشن منیجر ماہنامہ ”تعلیم و تربیت“ 32 ایمپرس روڈ، لاہور کے پتے پر ارسال فرمائیں۔
فون: 36361309-36361310 فیکس: 6278816

پاکستان میں (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک) = 500 روپے۔
مشرقِ وسطیٰ (ہوائی ڈاک سے) = 1500 روپے۔
ایشیا، افریقہ، یورپ (ہوائی ڈاک سے) = 1500 روپے۔
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، مشرقِ بعید (ہوائی ڈاک سے) = 1500 روپے۔

قیمت فی پرچہ 25 روپے

WWW.PAKSOCIETY.COM

حمد

وہ خالق وہ مالک وہ سب سے بڑا
وہ سب سے الگ ہے، وہ سب سے جُدا

خدا سے فقط لو لگائے رہو
اُسی در پہ سر کو جھکائے رہو

کرو زندگانی میں اچھے عمل
تو ہو جائیں گی مشکلیں ساری حل

کتابِ الٰہی کو چھوڑو نہیں
ہدایت سے منہ اپنا موڑو نہیں

محبت کرو اور محنت کرو
بہادر بنو اور خدا سے ڈرو

جو دُنیا کے دھوکے میں آ جائے گا
وہ دھوکے پہ دھوکہ ہی کھا جائے گا

کرامت بخاری

WWW.PAKSOCIETY.COM

درسِ قرآن و حدیث

محمد طیب الیاس

قربانی

قربانی کا عبادات کے طور پر ادا کرنا اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ثابت ہے لیکن اس کی ایک خاص شان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے شروع ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب میں حکم ہوا کہ اپنے اکلوتے فرزند کو ہماری راہ میں قربان کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہونہار فرزند کو یہ حکم سنایا تو سعادت مند بیٹے کا جواب یہ تھا

"اے ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو پورا کیجیے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

(الصافات: ۱۰۲)

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرنے لگے، بیٹے کو پہلو کے بل لٹا دیا اور گلے پر چھری رکھی تو چھری نے چلنے سے انکار کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی "اے ابراہیم! تم نے خواب سچا کر دکھایا۔" (الصافات: ۱۰۵)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ایک مینڈھا بھیج دیا جو ان کی جگہ قربان کیا گیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قربانی کی حقیقت کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: "ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی۔ (مسند احمد)

پیارے بچو!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قربانی دینی چاہیے، دکھاوے کے لیے جانور قربان کرنے سے قربانی کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جانور قربان کرنے والے کو اس جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی دی جاتی ہے۔ دنبے اور بھیڑ کے بدن پر کتنے لاتعداد بال ہوتے ہیں اگر آپ صبح سے لے کر شام تک بھی ان بالوں کو شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے، تو گویا ایک جانور قربان کرنے سے لاکھوں نیکیاں مل گئیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں اپنی قربانیوں کو خوب موٹا کرتے تھے اور سب مسلمانوں کی یہی عادت تھی۔ (بخاری شریف)

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کا کوئی عمل قربانی کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں ثواب عظیم ملنے کا ذریعہ بنیں گی) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو۔" (ترمذی)

ماہ ذی الحجہ کی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ ——— یہ تین دن قربانی کے ہیں اور ان میں پہلے دن قربانی دینا افضل ہے، اور قربانی کے ان تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل یہی ہے کہ جانور کو اس کی رضا کے لیے ذبح کیا جائے، قربانی کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ پہلے ہی شرف قبولیت پا لیتا ہے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

سلامتی کا راستہ

علی اکمل تصور

خواب اور حقیقت میں فرق ہوتا ہے۔ خواب دیکھنے والا اپنی ادھوری خواہشات کو پورا ہوتے دیکھتا ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ خواہشات کی تکمیل کے لیے ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے۔ صبر اور برداشت کامیابی کی منزل تک پہنچنے کا راستہ ہوتا ہے اور قاری عبدالرحمان اس راستے پر چل رہا تھا۔ اُس نے ایک خواب دیکھا تھا۔ اور اب وہ خواب حقیقت بنے جا رہا تھا۔

وہ ایک پس ماندہ گاؤں کا رہائشی تھا۔ یہاں سہولت کی اور ضرورت کی کوئی چیز دستیاب نہیں تھی۔ لوگ غریب تھے۔ بجلی تو تھی لیکن گاؤں کے سب سے بڑے زمین دار کے ہاں ... یا پھر گاؤں کی اکلوتی مسجد میں...... پانی کے حصول کے لیے ایک کنواں موجود تھا۔ لیکن وہ گاؤں سے باہر تھا۔ گاؤں کے لوگ بڑی مشکل سے پانی بھر کر اپنے اپنے گھروں میں لاتے تھے۔ گاؤں کے لوگ زمین دار کے کھیتوں میں کام کرتے تھے یا پھر شہر جا کر مزدوری کرتے تھے۔ ان مزدوری کرنے والوں میں قاری عبدالرحمان کا باپ بھی شامل تھا۔ وہ ریٹائرڈ فوجی تھا۔ اب اُس کی عمر آرام کرنے کی تھی، لیکن کام کرنا اُس کی مجبوری تھی۔ وہ شہر میں زیورات کی ایک دکان پر بطور چوکیدار کے اپنے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ مالک مہربان تھا۔ اُس نے عبداللہ کو ایک کمرہ رہنے کے لیے دے رکھا تھا۔

عبداللہ ہفتے میں ایک بار اپنے بیوی بچوں سے ملنے گاؤں آتا تھا۔ اور چھٹی کا دن گزار کر واپس لوٹ جاتا تھا۔ قاری عبدالرحمن، عبداللہ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور سب سے لاڈلا تھا۔ عبداللہ نے بڑی مشکل سے اُسے میٹرک تک تعلیم دلائی تھی۔ پھر اُس کی سکت ختم ہو گئی تھی۔ آگے اپنے مستقبل کا فیصلہ قاری عبدالرحمان نے خود کیا تھا۔ اب وہ حفظ قرآن اور قرات کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ گاؤں کے قریب ایک قصبے میں اُس کا مدرسہ تھا۔ اس فیصلے کا پہلا انعام اُسے یہ ملا تھا کہ گاؤں کے تمام لوگ اُسے قاری صاحب کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ ابھی اُس کی سترہ سال عمر تھی۔ اتنی عمر میں اتنی عزت دیکھ کر عبداللہ کا سر فخر سے بلند ہو جاتا تھا۔ اور عبدالرحمان کی سوچ بس اس نقطے پر آ کر ٹھہر جاتی تھی کہ اُسے اپنی اس عزت کو برقرار رکھنا ہے۔ اور ایک دانے سے سو دانوں کی بالی تک کا سفر خوش اسلوبی سے طے کرنا ہے۔

خواب سے تعبیر تک کا یہ سفر قاری اور اُس کے ابو نے اٹھارہ ماہ میں طے کیا تھا۔ اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے انہوں نے ماہانہ پانچ سو روپے کی ادائیگی کی بنیاد پر کمیٹی ڈالی تھی۔ اور اب اٹھارہ ماہ بعد انہیں بیس ہزار کی رقم ملی تھی۔ اس رقم سے قاری کا خواب پورا ہو سکتا تھا۔ قاری کے گھر والوں کے لیے یہ ایک بڑی رقم تھی۔ گھر کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

تمام افراد اپنی اپنی کہہ رہے تھے۔ امی اس رقم سے اپنی بیٹی کا جہیز بنانا چاہ رہی تھی۔ دونوں بڑے بھائی کاروبار کرنا چاہ رہے تھے۔ اس رقم کو دیکھ کر گھر کے تمام افراد کی ادھوری خواہشات کروٹ بدل کر جاگ اٹھی تھیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اُن کی خواہشات رقم دیکھ کر جاگی تھیں۔ جب کہ قاری نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے صبر اور برداشت سے کام لے کر اپنے ابو کی مدد سے رقم اکٹھی کی تھی۔ اُس کے ابو نے اُس کی مدد کیوں کی تھی؟ تو اس کی ایک وجہ تھی۔ اور وہ وجہ یہ تھی کہ قاری کی خواہش انفرادی نہیں تھی۔ باقی لوگ اپنی اپنی ذات کی حد تک سوچتے تھے۔ جب کہ قاری سب کے لیے سوچتا تھا۔ اور قاری کے ابو کو اس کی سوچ کا یہ انداز سب سے زیادہ پسند تھا۔

قاری عبدالرحمان مسافر بس میں بیٹھا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ یہ وہ سفر تھا جو اس کی زندگی میں سکون بھرے لمحات لا سکتا تھا۔ وہ اپنی سیٹ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ کھڑکی کے باہر مناظر تیزی سے گزرتے چلے جا رہے تھے۔ اور کچھ مناظر ایسے تھے جو قاری کی آنکھوں میں آنسو بن کر تیر رہے تھے۔ کچھ یادیں جو کل تک اُسے تکلیف دیتی تھیں۔ آج اُس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ بن گئی تھیں۔ کوئی آپ کے ساتھ بُرا سلوک کرے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ اُس سے انتقام لیں یا پھر اس بات کا انتظار کریں کہ اللہ کی طرف سے وہ کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔ ایک اچھا انتقام یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ وہ مقام حاصل کر لیں جو اس کے پاس ہے۔ اور آج قاری وہ مقام حاصل کرنے نکلا تھا۔ اُس کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ وہ ایک خالی بالٹی ہاتھ میں پکڑے گھر سے نکل رہا تھا کہ امی نے اُسے آواز دی تھی۔

"بیٹا! پانی لینے کے لیے کنویں کے پاس مت جانا۔ تم چھوٹے ہو اور کنواں بہت گہرا ہے۔۔۔"

"تو پھر امی میں کہاں جاؤں؟" قاری کے لہجے میں معصومیت تھی۔

"بیٹا! زمین دار کے ہاں چلے جانا یا پھر مسجد میں چلے جانا، تم چھوٹے ہو، تمہیں پانی ضرور مل جائے گا۔"

"جی امی!" قاری اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ یہ بات سچ تھی کہ قاری کو کنویں سے بہت ڈر لگتا تھا۔ اور یہ بھی سچ تھا کہ گھر کے پانی بھرنے کی ذمہ داریاں قاری کی تھی۔ ابو تو گھر پر ہوتے نہیں تھے۔ اور اس کے دونوں بڑے بھائی کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ ابو نہیں چاہتے تھے کہ گھر کی عورتیں باہر جائیں۔ اس لیے پانی بھرنے کا کام قاری نے اپنے کمزور کندھوں پر اٹھا لیا تھا۔ اُس کی امی اُسے روزانہ کنویں پر نہ جانے کی تاکید کرتی تھیں۔ اور اپنے خوف کے باوجود قاری روزانہ کنویں پر جاتا تھا۔ کیوں کہ زمین دار نے اُسے اپنے ہاں سے پانی بھرنے سے روک دیا تھا۔ اور امام مسجد کا کہنا تھا کہ مسجد میں موجود پانی نمازیوں کے وضو کے لیے ہے۔ اس لیے مجبوراً قاری کو پانی کنویں پر سے ہی بھرنا پڑتا تھا۔ یہ ایک بہت تکلیف دہ عمل تھا۔ کنویں کی منڈیر پر قاری یوں کھڑا ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اُس کی کمر پر رسی باندھ کر پیچھے کی طرف کھینچ رہا ہو۔ وہ مرتا کیا نہ کرتا کی کیفیت میں پانی سے بھرے مشکیزے کی رسی اوپر کی طرف کھینچتا اور پھر اپنی بالٹی سے پانی بھر کر گھر کی طرف دوڑ لگا دیتا۔ ایسی تقریباً دس بالٹیوں کی ضرورت اُس کے گھر میں ہوتی تھی۔ ایسے حالات میں قاری نے ایک خواب دیکھا۔ اس کے گھر کے صحن میں پانی نکالنے والا ایک دستی نلکا نصب تھا۔ اور وہ اُس کی ہتھی کو حرکت دیتے ہوئے پانی نکال رہا تھا۔ قاری کے ابو قاری کی مصیبت سے آگاہ تھے۔ اور پھر جب قاری نے اپنے ابو کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو ابو فوراً مان گئے تھے۔ یوں آج اٹھارہ ماہ بعد قاری اپنے ابو کی مدد سے اس قابل ہو گیا تھا کہ وہ اپنی منزل کو حاصل کر لے۔ اب اُسے زمین دار کا وہ دھکا یاد آ رہا تھا جو پانی کے اصرار پر اُس نے قاری کو دیا تھا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے..... اگر آج تم پانی لے گئے تو گاؤں کے تمام لوگ میری حویلی کے سامنے قطار بنا کر کھڑے ہو جائیں گے۔۔۔" اُسے وہ عورت یاد آ گئی تھی۔ جو کنویں پر پانی بھرتے ہوئے چکرانے کے باعث کنویں میں ہی گر گئی تھی۔ اور پھر بڑی مشکل سے اس کی جان بچائی گئی تھی۔ جب کنویں پر لوگوں کا ہجوم

WWW.PAKSOCIETY.COM

زیادہ ہوتا تھا تو گاؤں والے چھوٹا سمجھ کر اُس کی باری ہی نہیں آنے دیتے تھے۔

وہ جتنا زیادہ سوچ رہا تھا۔ اتنا ہی زیادہ الجھتا جا رہا تھا۔ اُس کی سوچ کا انداز بدلنے لگا تھا۔ اُسے تو سب سے ہی انتقام لینا تھا۔ کتنا مزہ آئے گا جب اُس کے گھر وہی نلکا لگ جائے گا۔ اور پھر وہ اپنے گھر پر ہی اپنی ضرورت کے مطابق پانی بھر لیا کرے گا۔ بلکہ پانی بھرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب دل چاہا جب ضرورت محسوس ہوئی پانی نکال لیا۔ اور گاؤں کے لوگ ؟ انہیں تو میرے گھر سے ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں ملے گا۔ کوئی تھا جو قاری کے وجود میں چھپ کر اس سے یہ بات کہہ رہا تھا۔ بس میں سفر کرتے قاری کو ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا۔ پھر بس رُک گئی۔ وہ شہر آ پہنچا تھا۔ اگلے دو گھنٹوں میں قاری نے اپنی خریداری مکمل کر لی تھی۔ اور اُسے نلکے کا بور کرنے کے لیے کاریگر بھی مل گئے تھے پھر گاؤں واپس آ کر سفر شروع ہوا۔ نلکا لگانے کا سارا سامان دیکھ کر پورے گاؤں میں شور مچ گیا تھا۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔ جو یہ سامان دیکھنے آ رہا تھا۔ سب حسرت کی نظر سے قاری کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اُن کے نزدیک قاری گاؤں کا وہ پہلا غریب لیکن خوش قسمت آدمی ہوگا۔ جس کے گھر میں پانی کا چشمہ پھوٹے گا۔ قاری اب ایک بھی لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے کاریگروں کو اشارہ کیا۔ زمین کے سینے پر پہلی ضرب قاری نے لگائی تھی۔ پھر کھدائی کا کام شروع ہو گیا۔ قاری کسی مزدور کی مانند کھدائی کے کام میں حصہ لے رہا تھا۔ اُس کا جوش دیکھنے کے قابل تھا۔ ہجوم اب چھٹ چکا تھا اور کام جاری تھا۔ پھر رات ہو گئی۔ وہ رات کاریگروں نے گاؤں میں گزاری۔ قاری کے بھائیوں کا مزاج کچھ اچھا نہیں تھا۔ شاید انہیں اس بات کا غم تھا کہ اس رقم سے وہ فائدہ نہیں اٹھا پائے تھے۔

پھر اگلے دن کا آغاز ہوا۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی کام کا آغاز ہو گیا۔ قاری شام ہونے سے پہلے کام مکمل کروانا چاہتا تھا۔ کیوں کہ پورا ہفتہ شہر میں گزارنے کے بعد چھٹی والے دن سے ایک دن پہلے شام کو اُس کے ابو گھر لوٹے تھے۔ اور آج اُسے اپنے ابو کو وہی نلکے کا تحفہ دینا تھا۔ آج اس نلکے کے ٹھنڈے میٹھے پانی سے ابو کی پیاس بجھانی تھی۔ کاریگر دل لگا کر کام کر رہے تھے۔ اور پھر دوپہر کے ٹھیک دو بجے وہی نلکے سے پانی کی دھار بہہ نکلی۔ قاری کے دل کی خوشی کا عالم بس وہی جانتا تھا۔ اُس نے اللہ کی بارگاہ میں سرِ سجدہ کے لیے جھکا لیا۔

سورج مغرب کی طرف ڈھل رہا تھا۔ جب ایک مسافر بس

WWW.PAKSOCIETY.COM

گاؤں کی طرف جانے والے راستے کے سامنے آ کر رکی تو قاری کے ابو بس سے نیچے اتر آئے۔ اور گاؤں کی طرف جانے والے راستے پر چل پڑے۔ جلد ہی انہوں نے محسوس کر لیا کہ آج گاؤں میں کوئی انہونی ہوئی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ میرے گھر میں نلکا لگنے والی بات تو اتنی اہمیت نہیں رکھتی۔ پھر ماجرا کیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ لوگوں کے تیور کیوں بدلے ہوئے ہیں۔ پہلے تو لوگ ان کے ساتھ ایسے پیش نہیں آتے تھے۔ آج کیا ہو گیا ہے کہ لوگوں نے ان کے گرد گھیرا بنا لیا ہے۔ کیا یہ لوگ اُن کے گھر سے پانی بھرنے کی فرمائش کریں گے۔ ایسے میں انہیں ایک بات یاد آئی۔

"لوگوں کی ضرورتوں کا تمہارے ساتھ وابستہ ہونا تم پر اللہ کی عنایت ہے۔" پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے نواسے حضرت امام حسینؓ کا یہ قول ہے۔ عبداللہ زیرِ لب مسکرایا اور اُس نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اس کے گھر آنے والے کسی ضرورت مند کو وہ پانی بھرنے سے نہیں روکے گا۔

چلتے چلتے عبداللہ گاؤں کے چوراہے پر پہنچ گیا۔ یہاں پیپل کے درخت کے نیچے ایک عجیب منظر تھا۔ لوگوں کا ایک ہجوم دائرہ بنائے کھڑا تھا۔

"یااللہ خیر..... یہاں کیا ہوا ہے؟" عبداللہ پریشان ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ عبداللہ ہجوم کی طرف بڑھتا۔ کوئی زور سے چیخا۔

"وہ دیکھو..... قاری صاحب کے ابو—" عبداللہ نے دیکھا سارا ہجوم اب ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"یااللہ خیر—" پہلے تو عبداللہ گھبرا گیا۔ پھر چونک پڑا۔ پھر کانپ کر رہ گیا۔ تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اب عبداللہ کے لیے رکنا مشکل تھا۔ وہ ہجوم میں سے راستہ بناتے اور پھر پیپل کے درخت کے نیچے پہنچ کر اس پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ جو منظر اُس کی آنکھوں نے دیکھا تھا۔ اُس پر یقین کرنا مشکل تھا۔ اور پھر جانے وہ کون سا احساس تھا کہ عبداللہ کی بھی آنکھیں بھیگ گئیں۔

پیپل کے درخت کے نیچے پانی نکالنے والا دستی نلکا نصب تھا۔ قاری نے دستی نلکا اپنے گھر پر نصب کروانے کی بجائے گاؤں کے چوراہے پر نصب کروا دیا تھا۔ تاکہ گاؤں کے تمام لوگ اس سے سیراب ہوں۔ اس سے اچھا انتظام اور بھلا کیا ہو سکتا تھا۔ لوگ عبداللہ کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ قاری کو دعائیں دے رہے تھے۔ اُس ایک لمحے میں عبداللہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آج اُس کے بیٹے نے اس راستے پر پہلا قدم رکھا تھا۔ جو راستہ ایک دانے سے سو دانے کی بالی تک کو جاتا تھا۔ آج اسے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر یہ کہنا تھا کہ شاباش میرے بچے تم اُس راستے پر چلے ہو جو اللہ کے برگزیدہ بندوں کا راستہ ہے اور یہی راستہ سلامتی کا راستہ ہے کیوں کہ "میں" کا راستہ تو شیطان کا راستہ ہے۔ ☆☆☆

"بلاعنوان" کے یہ عنوانات بھی اچھے تھے

☆ بندر ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے۔ (حسن رضا سردار، کاموکی)

☆ اکیسویں صدی کا بندر۔ (ثمرہ اقبال، فیصل آباد)

☆ ون ویلنگ کے رنگ، بندر کے سنگ۔ (فاطمہ سلمان، فیصل آباد)

☆ بندر نے بائیک چلائی، ون ویلنگ کر کے سب کو دکھائی۔ (سید دانیال قمر، بہاولپور)

☆ یہ بندر ہے نئے زمانے کا۔ (محمد ابرار غفاری، فیصل آباد)

☆ شعبدوں کا کھلاڑی۔ (سحر طارق، راولپنڈی)

☆ لگتا ہے بندر کو شوخی کی ہوا لگ گئی ہے۔ (محمد حسن علی قادری، کاموکی)

☆ انسانوں کی طرح بندر بھی ون ویلنگ کر سکتے ہیں۔ (عبید صدیقی، میاں چنوں)

☆ ون ویلنگ کرنا سیکھنی ہے تو میرے پاس آؤ۔ (کرامت اقبال، کراچی)

☆ ماڈرن بندر۔ (نور فاطمہ، لاہور)

☆ میں ہوں ون ویلنگ ماسٹر۔ (محمد علی شہزاد، [illegible])

☆ یہ منظر دیکھا ہے کبھی یار، موٹر سائیکل پر بندر سوار۔ (محمد شہروز، [illegible])

☆ بندر میاں! ذرا سنبھل کر۔ (ندا کاظم، کراچی)

☆ لو جی، بندر بھی ون ویلر ہو گئے۔ (محمد حسین احسن، فیصل آباد)

☆ باکمال بندر، لاجواب ون ویلنگ۔ (خلیل الرحمٰن، شرقپور شریف)

☆ بندر چلا انسان کی چال، اپنی چال بھی بھول گیا۔ (محمد ذیشان شیر خان، ملتان)

☆ ارے بھیا! بندر کسی سے کم نہیں۔ (فضل الحق، لاہور)

WWW.PAKSOCIETY.COM

نیم پلیٹ

علی حسن

مجھے مشکل میں پھنسے ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ پورے ہفتہ میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا جو میں نے سکون سے گزارا ہو۔ نہ کھانے پینے میں پہلے جیسا مزہ آ رہا تھا اور نہ پڑھنے پڑھانے میں۔ میں خود اس مشکل میں پھنسا تھا۔ میں نے دوسری منزل پر واقع اپنے کمرے کی کھڑکی سے گلی میں جھانکا تو گلی میں ہو کا سا عالم تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی دیو نے پھونک مار کر گلی کے مکینوں کو خاموش کر دیا ہو۔ نہ گلی میں بچے کھیلتے دکھائی دے رہے تھے اور نہ سالن کی پلیٹیں ہاتھوں میں لیے ننھی منی بچیاں ایک گھر سے دوسرے گھر میں داخل ہوتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہ خاموشی میری وجہ سے ہوئی ہے —— میں ہی وہ دیو ہوں جس نے ہنستے بستے گھروں میں خاموشی کو بٹھا دیا ہے..... یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے..... میں ہی قصوروار ہوں....." میں نے خود کلامی کی۔

ہمارا محلہ جس کی ایک دیوار پر امن اسٹریٹ کا چھوٹا سا بورڈ لگا ہوا تھا، واقعی امن کا محلہ تھا۔ ہر طرف امن و سکون تھا۔ ایسا لگتا تھا یہ محلہ نہ ہو ایک گھر ہو۔ محلے کے مکین طویل عرصے سے یہیں آباد تھے۔ غم ہو یا خوشی ہر موقع پر مل بیٹھنا روایت بن گئی تھی۔ دوسرے محلہ کے لوگ رشک بھری نظروں سے ہمارے محلے کو دیکھتے تھے۔

ایک سال قبل کی بات ہے۔ دوسری رو میں رہنے والے یونس صاحب ایک حادثے میں شدید زخمی ہوئے تو محلے بھر کے لوگ بے چین ہو گئے تھے۔ ہسپتال میں ایمرجنسی وارڈ کے باہر ایسا لگا تھا کہ امن اسٹریٹ یہیں آباد ہو گئی ہو۔ ہر کوئی پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ جب ڈاکٹر نے خون طلب کیا تو ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ اس کا خون لیا جائے۔ کئی بچے بھی اپنے ابو کے ساتھ ہسپتال آ گئے تھے۔ ڈاکٹر نے جب پوچھا کہ تم سب کون ہو تو سبھی نے جواب دیا تھا، یونس کے بھائی ہیں۔ یونس صاحب شدید زخمی ہوئے تھے، مگر محلے کے مکینوں کی محبت نے انہیں جلد صحت یاب کر دیا۔ جب وہ ہسپتال سے گھر منتقل ہوئے تو سب نے ان کی خوب خدمت کی۔ کوئی اپنے گھر سے پھل لا رہا ہوتا تو کوئی ہاتھ میں ٹھنڈا دودھ لیے ان کے پاس آتا۔ یونس صاحب جب صحت یاب ہوئے تو اسحاق صاحب نے چکن پلاؤ کی ایک دیگ غریبوں میں تقسیم کی تھی۔

میرے بھیا ظہیر نے بتایا تھا کہ جب گلی میں پہلا ٹیلی ویژن آیا تھا تو سبھی محلے والے قمر صاحب کے ہاں ڈرامہ دیکھنے کے لیے جاتے تھے۔ برآمدے میں دائیں طرف بڑی میز پر ٹیلی ویژن لگا

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیا جاتا تھا اور دری پر ناظرین بیٹھ جاتے تھے۔ ادھر ڈرامہ چلتا اُدھر چائے کا دور چلتا رہتا۔ یہ بات تو میرے سامنے کی ہے جب غلام رسول صاحب نے امن سٹریٹ میں رہنے والوں کو بتایا تھا کہ ان کے ہاں ٹیلی فون لگنے والا ہے۔

"واؤ غلام رسول! ایسا ہو جائے تو بہت سہولت ہو جائے گی.... " رفیع نے کہا۔

"میں نے فیس جمع کرا دی ہے ان شاء اللہ اب جلد فون لگ جائے گا۔" غلام رسول بولا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ خالد بیٹا سعودی عرب سے خط کے بجائے فون ہی کیا کرے گا۔ غلام رسول کیا فون آنے پر بلا لیا کرو گے؟" ریاض کی بات سن کر غلام رسول نے فوراً کہا۔

"بھائی ریاض! ضرور بلا لیا کروں گا.... یہ فون میرے گھر میں نہیں امن اسٹریٹ میں لگ رہا ہے.... یہ سب کا سانجھا ٹیلی فون ہو گا۔"

غلام رسول نے اپنی بات واقعی سچ کر دکھائی تھی۔ ان کے ہاں دن بھر محلے والوں کے فون آتے تھے۔ غلام رسول کی بیوی اور بچے خوشی خوشی متعلقہ گھر کو فون آنے کی اطلاع پہنچاتے تھے۔ کئی بار تو ایسا ہوا کہ رات گئے بہت سے لوگوں کے فون آتے تھے، مگر غلام رسول اور اس کے گھر والوں نے کبھی ماتھے پر بل نہ ڈالا تھا۔

ریاض صاحب کا بیٹا جب پہلی بار سعودی عرب جانے والا تھا تو سارا محلہ اداس تھا۔ ایاز ایک ایک کو تسلی دے رہا تھا۔ خالہ کلثوم نے روتے ہوئے کہا تھا۔

"بیٹا! اپنا خیال رکھنا۔"

"خالہ جی میں اپنا خیال رکھوں گا.... بس آپ روئیں مت، میرے لیے دُعا کریں...."

محلے کے سبھی مرد ایاز کو الوداع کہنے ائیر پورٹ گئے تھے۔ ایاز جب رخصت ہونے لگا تو محلے والوں کی زبان پہ دُعائیں اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ ایاز کا جب بھی سعودی عرب سے خط آتا ریاض سب کے سامنے اُسے پڑھتا۔ محلے کے ایک ایک فرد کے بارے میں پوچھا جاتا تھا اور تمام محلے والوں کے لیے خلوص بھر سلام ہوتا تھا۔

ہر گھر میں ہر روز دستر خوان پر ایک پلیٹ میں کڑھی ضرور دکھائی دیتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ہمارے محلے کی ایک خصوصی چیز تھی۔ جن گھروں میں جب بھی کسی کے ہاں کڑھی پکائی جاتی تھی وہ سب گھروں میں تقسیم کی جاتی تھی۔ رمضان المبارک میں سب ایک دُوسرے کی افطاری کرواتے۔ عید کے موقع پر عید کارڈ، چوڑیاں، مہندی اور جیولری تحفتاً دیے جاتے۔ عید قربان پر سبھی مل کر بکرے قربان کرتے واقعی اس دن عید کا حقیقی سماں ہوتا۔ میں اپنے سکول میں جب یہ ساری باتیں بتاتا تو میرے دوست اس پر یقین نہ کرتے تھے۔ عمران اکثر کہتا۔

"ہمارے محلے میں تو کوئی ایک دُوسرے کا نام بھی نہیں جانتا.... سب اپنے اپنے گھروں تک محدود ہیں.... تم جیسا بتاتے ہو ایسا یا تو کہانیوں میں ہوتا ہے یا پھر ڈراموں میں.... مجھے تو یقین نہیں آتا کہ اس دور میں ایسا محلہ موجود ہے...."

ایک دن میں اسے یقین دلانے کے لیے امن اسٹریٹ لے آیا تھا۔ محلے کا ماحول دیکھ کر اور لوگوں سے مل کر اسے یقین ہو گیا تھا۔ جب وہ جانے لگا تو بے اختیار بولا۔

"تمہارا محلہ واقعی محبت کا گہوارہ اور امن کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ یہاں اسی طرح محبت اور امن رکھے۔"

"یہ امن میری وجہ سے خراب ہو گیا ہے.... میری ایک معمولی سی حرکت کی وجہ سے امن اسٹریٹ میں امن نہیں رہا...." میں بڑبڑایا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ راہ چلتے میرے ہاتھ کی ہلکی سی حرکت نے امن اسٹریٹ کے امن پر پینٹ کر دیا تھا۔ "پینٹ" کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا کہ نہ قمر صاحب کی نیم پلیٹ پر کالا پینٹ ہوتا اور نہ امن اسٹریٹ کا امن خراب ہوتا۔ آپ پوچھیں گے کہ قمر صاحب کی نیم پلیٹ کا محلے کے امن سے کیا تعلق ہے میں کہوں گا کہ بڑا گہرا تعلق ہے۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ پچھلے ہفتے میں سکول ٹور پر مری گیا تھا۔ وہاں سے واپسی رات گئے ہوئی تھی۔ میں جب گھر لوٹا تو قمر صاحب کے سامنے والے گھر والوں نے پینٹ کا ایک خالی ڈبہ باہر پھینکا ہوا تھا۔ ڈبے میں ایک ٹوٹا ہوا برش بھی پڑا تھا۔ اس لمحے نہ جانے مجھے کیا ہوا میں نے برش جس پر پینٹ لگا ہوا تھا قمر صاحب کے گھر پر لگی نیم پلیٹ پر پھیر دیا۔ نیم پلیٹ بدنما ہو چکی تھی۔ میں نے برش گھما کر ایک طرف پھینک دیا۔ یہ حرکت کر کے میں خاموشی سے گھر میں داخل

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو گیا تھا۔ جب قمر صاحب نے ٹیم چیپ [illegible] بلے تو [illegible] کامران کی طرف آتی [illegible] ہے [illegible] مسلسل شرارتیں [illegible] کبھی کی [illegible] کر بھاگ جاتا [illegible] کبھی [illegible] پر [illegible] تک [illegible] غائب ہو جاتا۔ کئی بار تو یہ بھی ہوا کہ [illegible] بچوں سے کامران الجھن میں تھے [illegible] قمر صاحب [illegible] آپ [illegible] شرارت بھی کامران کی ہے [illegible] لطیف صاحب نے [illegible] تک [illegible] تھے۔ چند نالشیں خود کامران [illegible] تھا۔

جی انکل

ٹیم چیپ [illegible] بھوک لگا [illegible] یہ کہتے ہوئے قمر صاحب نے کامران کا [illegible]

انکل [illegible] قمر صاحب نے کان پر [illegible]

[illegible] تم سے [illegible] نہیں [illegible]

میں نے [illegible] کامران نے [illegible] ہوئے کہا

قمر صاحب نے [illegible] کان چھوڑ تو وہ سرخ ہو چکا تھا۔ [illegible]

نے رو رو کر اپنے گھر والوں اور محلے والوں کو اکٹھا [illegible] لیا تھا۔ کامران کا بڑا بھائی شہزاد باہر نکلا تو کامران [illegible] بتایا کہ انکل نے اسے مارا ہے۔ آگے ہی لمحے قمر صاحب کا گریبان شہزاد کے ہاتھ میں تھا۔ محلے [illegible] شرارتوں [illegible] کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے [illegible] شدت [illegible] بیٹے بھی [illegible] کھنچے۔ [illegible] ہاتھ [illegible] دونوں [illegible] ایک صورت حال پہلے کبھی پیش نہ آئی تھی۔ قمر صاحب کا سر پھٹ گیا اور شہزاد کی ٹانگ پر چوٹ آئی تھی۔ [illegible] پولیس تک جا پہنچی۔ میں یہ طرف [illegible] سب دیکھ رہا تھا۔ [illegible] کی [illegible] نہیں سکتا تھا [illegible] سب [illegible] ہوتے ہوئے [illegible] اس لیے کوکوس رہا تھا جب میں نے ٹیم پلیٹ پر [illegible] تھا [illegible] میں [illegible] بعد [illegible] گئے تھے [illegible] گروپ شہزاد [illegible] قمر صاحب کے ساتھ تھا [illegible] مختلف تبصروں میں مصروف تھے۔ حمیل نے قمر صاحب کی طرف [illegible] رہا تھا۔

کامران جیسے شرارتی [illegible] میں [illegible] نہیں ہے۔

چند ... قبل ... مسجد سے ملحقہ اس گلی میں ایک ... پر بیٹھا ... سے پچھے پیڑ میں بیٹھے ... ٹکے ... قدموں پڑ ... گیا تو۔

"کیا تم وہاں موجود تھے ... ؟" خالد نے پوچھا۔

"نہیں، میں نے صرف سنا ہے۔"

... سال ... تو ... یقین ... سے ... ور بھی ہوں ... چھوٹا ہوتا ہے تو ... نکلتی ہے قمر صاحب کی بم پلیٹ کو بھی ... سے ... تکمیل ہو ...

"قمر بھی تو ... ہے ... ایک چھوٹی کی بم پلیٹ پر محنت ... آتا ہے تو خواہ مخواہ مجھے افسوس ... بھی ... حال کی علامت ... گئی۔

... تب ... بھی تھے۔ "اس ... بعد تک ... ہر یقین کا تھا ... بنایا ... تھا ... میں ... اس کا ... صفحہ ... یہ ... تھا ... محنت کے باوجود ... میں پہلے جیسی ... ہو چکی ... طرف خاموشی تھی ... خاموشی مجھے کاٹ کھانے ... رہی تھی۔ ایک ... مجھ پر ... جیسا ... رہا تھا۔ جیسے جیسے وقت ... رہا تھا میں ... دل ... بیٹھتا جا رہا تھا۔

... میں ... بتاؤں ... صاحب ... ہوں ... آپ کو مخاطب ... ہوئے ... استاد کا چہرہ آنکھوں کے سامنے ... محسوس ہو جیسے ... ہو۔ شام کے وقت میں ... تمہید ... تفصیل ... استاد کے ... بیٹھا ... سوں ... ہا

... بعد تمہارا ... حسین ہونا ... جیسے ... کی علامت ... پہلے تو ... اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو ... پھر

... اور پھر ... میں ... پوچھا۔

استاد ... سوال کا جواب ... دیا۔

... میں ...

... کا

... تمہارا ...

... میں ... ہوں ...

اگلے دن میں نے اپنے استاد کی بتائی ہوئی بات پر عمل کرتے

پاکستان میں مصوری کے شعبے میں نمایاں مقام کے حامل نام ور مصور محمود حسن رومی کہتے ہیں

ڈرائنگ

ہماری مالی حالت بہتر سے بہتر کر سکتی ہے۔

ہوئے مطلب ... شیر ... بنا ... ہمت ... تھا ... میں حاصل ... شہزاد کا استقبال ... میرا جی چاہتا تھا ... میں ... حیران ... پھیل جائے ... ایک ... قدم ... ، ... کے قریب میں خاموشی سے ... گلی میں ... تو چاند نکل چکا تھا ... تاریکی ... ہر طرف گھپ اندھیرا تھا ... طرف کے درخت کے پاس پہنچا تو مجھے یوں لگا کہ جیسے کا مواں کے ساں سے ... چھپ ... درخت ... میں ... چند لمحوں بعد جنگل ... صاحب نے گھر کے ... جب ... کیا تو میں ... شہزاد ... صاحب نے گھر کی طرف ... تھا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے شہزاد نے ... میں چھپائی چھوٹی سی تختی کو نکالا ... زمین ... تختی ... مند ... جگہ پر لگا دی اور اگلے ... قمر صاحب کے دروازے پر لگا دیا ... منظر مجھے ... کافی تھا۔ میرے ہاتھ میں بھی ایسی ہی تختی تھی جس ... میں نے قمر صاحب کا نام ... خوب صورت ... میں لکھوایا تھا۔ میرے بم پلیٹ لگانے سے پہلے ہی شہزاد ... چکا تھا۔ بم پلیٹ ... شہزاد ... خاموشی سے ... گھر سے ... خاموشی کے ساتھ واپس چلا گیا ... صبح جب میں نے قمر صاحب ... بم پلیٹ لگانے ... بارے میں بتایا تو پہلے ... یقین نہ کیا، مگر جب میں نے انہیں بتایا کہ میں ... شہزاد ... بم پلیٹ لگاتے ہوئے دیکھا ہے تو قمر صاحب ... چھوڑ ... شہزاد ... کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ ... آنکھوں ... قمر صاحب شہزاد کو گلے لگا چکے تھے ... وقت ... میں ... ہوں ... آپ ... ہوں ... سب ...

کھوج لگائیے!

درست جواب دینے والوں میں 500 روپے کی مالیت کا انعام ہے

دانیال کے ابو جان [illegible] واپس آئے تو اس کے لیے ایک خوب صورت گھڑی لے کر آئے تھے۔ دانیال گھڑی دیکھ کر بہت خوش ہو [illegible] تھا۔ ابو جان [illegible] یہ گھڑی [illegible] یک سوال کا جواب [illegible] دانیال نے پوچھا [illegible] سوال کیا ہے تو ابو جان بولے: میں نے یہ گھڑی لاہور [illegible] سے جس کے شروع میں ایک پھل کا نام آتا ہے، تم اس بازار کا نام بتاؤ۔ [illegible] دانیال نے [illegible] سوچا اور [illegible] کا نام بتا دیا جس سے ابو جان نے گھڑی خریدی تھی۔ آپ نے کھوج لگانا ہے کہ دانیال نے بازار کا کیا نام بتایا تھا۔

ستمبر 2012 میں شائع ہونے والے "کھوج لگائیے" کا صحیح حل [illegible] کے چھت اور جوتے گیلے نہیں تھے [illegible] جھوٹ بول رہا ہے

1۔ [illegible] طیب، [illegible]
2۔ [illegible] کبیر والا
3۔ حمزہ امام [illegible]
4۔ مقدس [illegible] راولپنڈی
5۔ معاذ اکبر، فیصل آباد

[illegible] 2012 [illegible]

نام ______

پتا ______

______

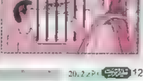

شیطانی چرخہ

[illegible] مشتاق

بس یہ سوچ کر وہ اپنی والدہ کو اپنی گاڑی میں لے کر تیزی سے اسپتال کی جانب روانہ ہوئے۔

مریم کی ممی ان سے پوچھتی ہی رہ گئیں کہ کیا ہوا؟ مگر وہ جواب میں صرف اتنا ہی کہہ سکے تھے کہ واپس آ کر بتائیں گے۔

اسپتال میں انہیں فوراً ایمرجنسی طبی امداد دی گئی۔ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم فوراً ان کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

ایک گھنٹے بعد انہیں بتایا گیا کہ ان کی والدہ کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ انہیں چند گھنٹے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھنے کے بعد دل کے وارڈ میں منتقل [illegible] سب تمام قریبی [illegible] اسپتال پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ [illegible]

[illegible] تھی۔ [illegible] پوچھ رہے تھے کہ یہ ہوا کیا تھا؟ [illegible] ہوئے تو بتاتے۔ [illegible] کا چھوٹا بھائی اسپتال میں رہ گیا [illegible] وہیں [illegible] جس میں مریض کے ساتھ [illegible] ایک [illegible] کر سکتا تھا۔

انہیں شبہ تھا کہ [illegible] مریم کا ہاتھ [illegible] شرارتی تھا۔ وہ [illegible] مگر [illegible] شرارتیں [illegible] کرتا تھا۔ جیسے [illegible] چشمہ چھپا دینا۔ [illegible] اس سے پوچھے بغیر [illegible] میں اور پھر [illegible] ضرورت کے وقت [illegible]

[illegible] مریم کو ملا دیا۔ مریم کو دیکھ کر [illegible] کالی [illegible] بھی تھا بھی تو [illegible] تشویش کا باعث ہو گا۔

[illegible] کرتے ہوئے پوچھا۔

[illegible]

بیٹے کیا ہوا تھا؟ دادی ماں کیسے گری تھیں؟"

"ابا جان میں نے کچھ نہیں کیا؟ وہ تو خود ہی...

ندیم کی [illegible] آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے۔

ابا جان ایک شخص سے عالم میں سے دیکھنے لگے

"کیا ہوا تھا؟

اماں کیسے گریں؟

ندیم کہاں تھا؟

وہ اماں کے [illegible] تھا؟"

ان کے ذہن میں کئی سوال اٹھ رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اس وقت ندیم شاید ہی کسی سوال کا ٹھیک جواب دے سکے۔

سوں سے ندیم کی [illegible] سے پوچھا۔"ندیم نے کچھ بتایا کہ اماں کیسے گریں؟"

"نہیں۔ کچھ بھی نہیں بتاتا۔ بس ایک ہی بات کی گردان لگا رکھی ہے۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔" اس کے جواب نے [illegible] کو مزید بڑھا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ندیم کا کوئی نہ کوئی تعلق اس معاملے سے ضرور ہے۔ مگر کیا؟" اس سے آگے وہ نہ سوچ سکے۔

دادی اماں ایک ہفتے کے بعد گھر آ گئیں۔ وہ بے حد کمزور ہو گئی تھیں۔ اسی شام امی نے دادی ماں کی صحت کے لیے دعا اور قرآن خوانی [illegible]۔ خاندان بھر کے سبھی لوگ موجود تھے۔ [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] سب لوگوں نے جب کھانا کھا لیا تو دادی اماں نے خاندان کی تمام خواتین اور لڑکیوں کو اپنے کمرے میں بلوایا۔ ندیم کے ابا جان اور دوسرے حضرات سمجھ نہیں سکے کہ دادی جان خواتین سے کیا ضروری بات کرنا چاہتی ہیں؟

تھوڑی دیر بعد دادی اماں نے ندیم کو اپنے کمرے میں آنے [illegible] سب چاچا [illegible] سا گیا جب سے دادی جان ہسپتال گئی تھیں۔ [illegible] شوخیاں اور شرارتیں ختم ہو گئی تھیں۔ وہ سارا سارا دن اداس اداس سا پھرا کرتا۔ وہ ڈرتے ڈرتے دادی ماں کے کمرے میں گیا۔ اماں، امی، چچی، پھوپھو بھی، چچا [illegible] پھوپھی [illegible] اور خاندان کی دوسری خواتین بھی موجود تھیں۔ ندیم وہاں سب کی موجودگی سے ہراساں ہو رہا تھا۔

"ڈرو نہیں۔ تمہاری یہاں موجودگی ضروری تھی۔" دادی اماں نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا دادی ماں کے قریب پہنچا۔ پھر [illegible] اشارہ پر کرسی کے ساتھ [illegible] نیچے بیٹھ گیا۔

"ہاں تو لڑکیو! آج میں تم سے ایک خاص بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ سوال ایک بے حد اہم سوال ہے۔" دادی اماں نے بات شروع کی تو سبھی ان کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"جی اماں [illegible] ہم سب کہہ سکتے ہیں۔" ندیم کی ماں نے [illegible] سے کہا۔ وہ اپنی ساس کی بے حد عزت کرتی تھیں۔ دونوں کے بیچ انتہائی خوش گوار تعلقات تھے۔

دادی اماں کے سوال نے ایک لمحے کو تو سب کو حیران کر دیا۔ ندیم اب سب کو دل چسپی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس سوال کا مقصد جانتا تھا۔ دادی اماں نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا تو اس کی خود اعتمادی لوٹ آئی۔

دادی اماں کو اپنا سوال پھر دہرانا پڑا۔ وہاں موجود خواتین اور لڑکیوں نے اس بار فوراً جواب دیا۔ ستر اسی فیصد خواتین کا جواب دادی اماں کے حسب منشا تھا یعنی ان کی توقع کے مطابق تھا۔

"ندیم وہ ویڈیو لے کر آؤ۔" انہوں نے ندیم کی طرف دیکھا تو وہ ان کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ سبھی حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ سب [illegible] تھا کہ دادی [illegible] اور دادی کی [illegible]

کتنے خلاف تھیں اور انہیں "شیطانی چرخہ" کہتی تھیں۔

ندیم نے ملتے میں دادی اماں کے کمرے میں سارا انتظام کر کے ویڈیو لگا دی۔یہ وہ ویڈیو تھی جو اُس نے خود ریکارڈ کی تھی۔ ویڈیو [illegible] چھوٹی سی تھی [illegible] اماں نے کہیں [illegible] ایک منظر روک دیا۔ منظر دیکھنے کے بعد سب دادی اماں کا سوال سب سمجھ چکے تھے۔

دادی اماں کا سوال تھا۔"تم میں سے کتنے لوگ نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں"

دادی اماں سے کہیں [illegible] ویڈیو تمہیں دکھانے کا مقصد صرف [illegible] [illegible] یہ تھا [illegible] دیکھو [illegible] یا [illegible] ہوتیں [illegible] "کیاں [illegible] پڑھتی ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت [illegible] بیٹھ [illegible] بھی کی [illegible] بھی [illegible] کسی عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھنی چاہیے۔"

"ماں! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔میں اکثر فرض تو کھڑے ہو کر پڑھتی ہوں اس کے بعد سنتیں اور نوافل بیٹھ کر ادا کرتی ہوں۔بس ایک عادت سی ہو گئی ہے۔"ان کی چھوٹی بہو نے شرمندگی سے اپنی عادت کا اعتراف کیا۔

"بہو! یہ تم نے ٹھیک کہا۔بری عادتیں فوراً پختہ ہو جاتی ہیں جب کہ اچھی عادتوں [illegible] وقت لگتا ہے [illegible] شیطان جو ہر دم ہمارے پیچھے لگا رہتا ہے [illegible] کوشش [illegible] ہمیں [illegible] کی جانب [illegible] سب کو بھٹکا [illegible] ہے۔"دادی اماں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔"ہم اکثر [illegible] گھر میں [illegible] پاس ہو [illegible] چیزوں کو [illegible] [illegible] بھی [illegible] تالی یا [illegible] [illegible] پھر دھی [illegible] تو وہ [illegible] تھی [illegible] کوئی حرج نہیں [illegible] یہ بات عادت [illegible] پختہ ہو جاتی ہے [illegible] کوشش کے باوجود چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔"

اُسی شام کا ذکر ہے کہ جب سب مہمان چلے گئے تو ندیم کے ابا جان اپنے تجسس پر قابو نہ پا سکے اور اپنی اماں سے اُن کے کمرے میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں جاننا چاہا۔جواب میں انہیں بھی وہ ویڈیو دکھا [illegible] ویڈیو میں ایک معذور آدمی کو دکھایا گیا تھا جس کی ٹانگیں گھٹنوں سے جڑی ہوئی تھیں اور وہ گھٹنوں سے جڑ [illegible] کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا تھا۔پاس ہی اُس کی مصنوعی ٹانگیں رکھی تھیں۔نماز ادا کرنے میں اُسے یقیناً مشکل کا سامنا تھا مگر وہ بڑی ہمت سے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔

"ندیم نے اپنی طرف سے مجھ سے شرارت کی تھی کہ یہ ویڈیو [illegible] دکھا [illegible] کر دادی جان آپ بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں اور [illegible] بے چارہ معذور شخص اپنی کمزوری پر قابو پا [illegible] عبادت کر رہا ہے۔" دادی اماں نے بڑے پیار سے ندیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ [illegible] تھیں؟ [illegible] جان [illegible] پر وہ [illegible] کیا جو ٹی وی [illegible] سے [illegible] میں ہلچل مچائے ہوئے تھا۔

"اس میں ندیم کا کوئی قصور نہیں۔"دادی اماں سنجیدگی سے بتانے لگیں۔"ندیم کی ویڈیو دیکھ کر میری حالت غیر ہو گئی۔میں بھی تو [illegible] سے بیٹھ کر [illegible] پڑھ رہی تھی۔[illegible] میں نے [illegible] کہ [illegible] ہمیشہ کھڑے ہو کر [illegible] پڑھوں گی۔میں کھڑے ہو کر [illegible] کوشش [illegible] کہ مجھے اپنے [illegible] پہلو میں ایک ہلکا سا درد ہوا اور [illegible] پاؤں [illegible] لگے۔ندیم میری کوششوں پہ شاید مسکرا [illegible] تھا [illegible] آپ [illegible] مشکل ہے [illegible] یا نہیں کہ یہ [illegible]"

"دراصل آپ [illegible] گئی تھیں کہ [illegible] پہلے ہی آپ کے [illegible] [illegible] تھا [illegible] بھی آپ کو [illegible] [illegible] کھڑے ہونے سے منع کیا تھا۔آپ [illegible] مریض بھی ہے اور [illegible] ([illegible]) سے [illegible] پر بوجھ پڑنے کی صورت میں دل کے دورے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔"ندیم کے ابا جان نے وضاحت کی۔اب ساری بات اُن کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ ہوا کیا تھا؟

"دادی اماں اب تو آپ [illegible] شیطانی چرخہ نہیں کہیں گی ناں؟"ندیم نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"نہیں میرے بیٹے کوئی بھی چیز بری نہیں ہوتی صرف اُس کا [illegible] [illegible] اُسے اچھا یا برا بناتا ہے۔اللہ کی بنائی ہوئی تو تمام چیزیں انسان کے فائدے کے لیے بنائی ہیں۔یہ انسان کی [illegible] ہے کہ [illegible] منفی [illegible] ڈھونڈ لیتا ہے۔"دادی اماں نے یہ بات ایسے انداز میں کہی کہ سب ہی مسکرانے لگے۔

☆☆☆

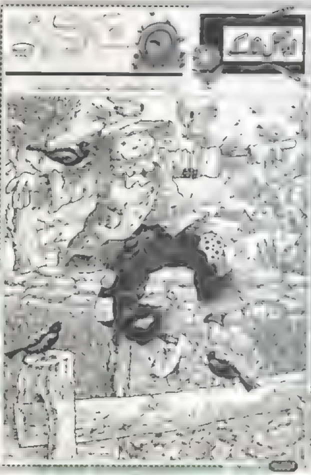

معلوماتِ عامہ

- دنیا کی پہلی مطبوعہ کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک [illegible] تھی جو کہ چین کے ایک مبلغ نے ۶۱۸ء اور ۶۲۸ء کے درمیان لکڑی کے بلاکوں سے چھاپی تھی۔ اس وقت اس کتاب کے صرف دو صفحے باقی ہیں۔
- قطب جنوبی میں سورج سبز دکھائی دیتا ہے۔
- [illegible] میں سب سے [illegible] ۲۰۰ میل کی ہے۔
- [illegible] کی طرف [illegible] تو اس کے لیے ہمیں اوپر کی طرف دیکھنا ہوگا۔

([illegible])

- ٹارزن کا کردار ای۔ وی۔ برگ جرلی نے تخلیق کیا تھا۔
- فرانس ایک ایسا ملک ہے جس میں مچھر نہیں پایا جاتا۔
- ٹیپو سلطان برصغیر کا وہ حکمران تھا جس کے دربار میں شیر بندھے رہتے تھے۔
- سال کا سب سے بڑا دن ۲۲ جون جب کہ سب سے چھوٹا ۲۲ دسمبر ہے۔

(حافظ محمد شیخ حیات، [illegible])

- دنیا کا سب سے بڑا آتش فشاں کیلی فورنیا کے یلوسٹون پارک میں واقع ہے۔
- چھپکلیاں ہمارے ماحول کو صاف رکھتی ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو مرے ہوئے کیڑے مکوڑے ہر طرف پڑے ہوئے ہوں۔
- دنیا کا سب سے بڑا اسکول شکاگو میں ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا ہسپتال بغداد میں ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا درخت انڈیا میں ہے۔
- دنیا کی سب سے بڑی مسجد ترکی میں ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ بندر بھارت میں پائے جاتے ہیں۔

(شاکلہ ناز، محمد ضیاء اللہ، میاں والی)

- پاکستان کا سب سے بڑا چڑیا گھر لاہور میں ہے۔
- پاکستان کا سب سے بڑا جنگل چھانگا مانگا ہے۔

- دنیا کا سب سے بڑا تال پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان کا ہے۔
- پاکستان کے قومی ترانے میں حرف الف ۳۶ مرتبہ آیا ہے۔
- پاکستان کے قومی ترانے میں ۲۰ نقطے ہیں۔

(صباء ناز، لاہور)

- پاکستان کا دل لاہور کو کہتے ہیں۔
- داتا کی نگری لاہور کو کہتے ہیں۔
- [illegible]

(حافظ بشریٰ، گوجرانوالہ)

- قائد اعظم [illegible] شیروانی پہلی مرتبہ ۱۹۳۷ء میں پہنی تھی۔
- لاب بیگ کے خون کا رنگ سفید ہوتا ہے۔
- مگرمچھ کی زبان نہیں ہوتی۔
- دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ گرین لینڈ ہے۔
- [illegible]
- [illegible]

(شین رابعہ، گوجرانوالہ)

- [illegible] نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ہالینڈ سے [illegible]
- [illegible] ۱۹۶۵ء [illegible]
- [illegible]
- [illegible] ۹۲۸ [illegible]
- [illegible] پاس ہیں۔
- بنگلہ دیش جنوبی ایشیا کا سب سے پُرامن ملک ہے۔
- نیدرلینڈ کو ہالینڈ بھی کہا جاتا ہے۔

(محمد عارف [illegible])

آئیے عہد کریں

[illegible] جماعت میں [illegible] طالب علم [illegible] کتابوں [illegible]
[illegible] صفحات [illegible] جماعت [illegible] وقت [illegible] [illegible]
[illegible] جماعت میں [illegible] جماعت میں مکمل خاموشی تھی۔ [illegible] طلبہ [illegible]
[illegible] مجھے [illegible] جماعت میں [illegible] تھوڑی سی دیر ہو جانے تو طلبہ کو
[illegible] جماعت میں [illegible] طلبہ نے عہد کیا کہ وہ آئندہ
[illegible] شاباش [illegible] میں
[illegible]

شاباش

[illegible]

[illegible] عائشہ خالد [illegible] فاطمہ مسعود [illegible] عبدالرحمان ظفر شیخوپورہ، محمد عبداللہ [illegible] شیخوپورہ، محمد [illegible] ملتان [illegible] محمد [illegible] [illegible] خالد [illegible]

[illegible]

نام [illegible] عمر [illegible]

میں عہد کرتا / کرتی ہوں۔

مددگار

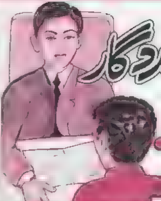

کمرے کا دروازہ کھلا اور تین لوگ اجازت لے کر میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ہیڈ آفس سے ان کی آمد کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔ میں نے سرسری سا ان کے چہروں کی جانب دیکھا۔ وہ پر تعارف ... تھے۔ یہ لوگ ... کمپنی کے سٹاف میں سے تھے جو حال ہی میں ہماری کمپنی میں ضم ہوئی تھی یہ لوگ میرے ماتحت کے طور پر آئندہ کی جاب سنبھالنے کے لیے آئے تھے۔

دو ... تعارف ... ہوا تو میں تیسرے کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں اسے پہچان چکا تھا مگر اس کی آنکھوں میں پہچان کا کوئی رنگ نہیں تھا۔ وہ مجھے پہچانتا بھی کیسے سکتا تھا۔ "وہ چہرے پر خوشدلانہ مسکراہٹ لیے اپنے تعارف میں ... جا رہا تھا۔ مجھے صرف اس کے ہلتے ہوئے ہونٹ نظر آ رہے تھے کیونکہ میں تو مئی 24 مارچ 1999ء ... اس محفل میں پہنچ چکا تھا جب میں اس شخص سے پہلی بار ملا تھا۔

☆ ☆ ☆

دوسری مرتبہ ... ایک مشہور کمپنی کا ہال امیدواروں سے بھر چکا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں ... کا ... سے سب سے موزوں سمجھا گیا تھا۔ میں جب ہال میں پہنچا تو ... زیادہ امیدوار ... سے تو مایوس ہو کر میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل پر ... مضبوط کی ... میری سب سے قیمتی اثاثہ تھا، میری تمام ... جس میں میری ... پوزیشنز تھیں ... میں نے اسے مضبوطی سے پکڑا اور ... آیا اور

تمام ہال کا جائزہ لے کر نگاہ ہال میں ہر رنگ کے لوگ موجود تھے ... جب پیار ... جھلکتے ہوئے چہرے کہیں بجھی آنکھیں اور عامیانہ سب اور کہیں جا ... آنکھیں ... بولتے ہوئے۔ میں ہر چہرے کو بارل بارل ... ہوا تو ... جانب متوجہ ہوا جو ... برنگ ... اور ... کسی ... سادہ سے ... ہوئے اور ... تھا ... ہال میں ... غور ... ساتھ کہ میرے ساتھ بیٹھے ... نے مجھے مخاطب کیا۔

"کیوں بھائی صاحب! ... آئے ہیں؟" وہ بہت مطمئن لگ رہا تھا۔

"میں ... کے لیے آیا ہوں۔" میں نے اس ... سوال کا جواب دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں سے امیدوار انٹرویو کے لیے جا رہے تھے۔

"اچھا ... کے لیے" وہ بولا۔

"سنو بھائی! ... دیکھ رہے ہو ... امیدوار ہیں ... یہ ... لگتا ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے؟" اچانک اس نے میرے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر سوال کیا۔

"کیوں نہیں ... میرے پاس بہترین تعلیمی ریکارڈ ... کسی قدر تجربہ بھی موجود ہے میری کامیابیوں کا ... مجھے اپنی قابلیت پر بہت بھروسہ ہے۔"

"تعلیمی ریکارڈ ... تجربہ ... یہاں سب ... رہتے ہو ... کا ... قابلیت سے کوئی تعلق نہیں ... سفارشیں چلتی ہیں۔" اس نے میری فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم وقت ضائع کر رہے ہو ... سیلیکشن ہو چکی ہے ...

تو بس نام کا ہے۔۔۔" وہ میرے کان کے بہت قریب آ کر بول رہا تھا۔ میں خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تو وہ ہنس دیا۔

یقین نہیں آیا؟ کوئی بات نہیں کل پرسوں تک [illegible] جائے گا جب تمہیں معلوم ہو گا [illegible] سیٹ سے [illegible] وہاں [illegible] ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھ گیا کیوں کہ اس کا نام [illegible] جاتے ہوئے [illegible] سفارش [illegible] میرے کانوں میں یہی جملہ گونجتا رہا، یہاں تک کہ وہ واپس آ کر بیٹھ گیا۔ وہ بہت مطمئن نظر [illegible] تھا وہ مجھ سے [illegible] باتیں [illegible] میں [illegible] تھوڑی دیر بعد مجھے بھی [illegible] تو میں [illegible] کمرے میں داخل ہوا۔ میرا انٹرویو بہترین ہوا۔۔۔ مجھے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں [illegible] متاثر ہو جانے [illegible] نظر آ رہی تھی۔ مجھے یقین تھا [illegible] مجھے [illegible] ضرور بلائیں گے اور وہی ہوا، انٹرویو ختم ہو جانے [illegible] لوگوں کے ناموں کی لسٹ لگا دی گئی [illegible] اگلے ہی روز بلایا گیا تھا اور اس لسٹ میں میرا اور طاہر زمان کا نام ایک ساتھ ہی درج تھا۔

"اچھا یار!۔۔ کل ملیں گے۔" وہ اب بھی پُراعتماد اور مطمئن تھا جیسے نوکری اسی کی ہے۔

"ہاں دوست!۔ کل ملیں گے۔۔۔" میں پہلی بار کھل کے مسکرایا اور اس سے گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔

"اور ہاں۔ [illegible] کل معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے پاس زیادہ بڑی سفارش ہے یا میرا مددگار زیادہ طاقت ور ہے۔۔۔" اس [illegible] حیرت دور کرنے کے لیے رکا نہیں۔

وہاں سے میں سیدھا اپنے گھر آیا تھا اور نماز ظہر کے بعد [illegible] اپنے رب سے [illegible] میں نے بہت گڑگڑا کر اس سے کہا تھا:

"مولا!۔ لوگوں کے پاس بہت اونچی سفارشیں ہیں، لیکن میرا تو صرف تو ہی مددگار ہے۔۔ اور جس کا تو مددگار ہو کامیابی تو بس اسی کی ہوا کرتی ہے۔ بس تو میرے لیے کافی ہو جا"

میری ماں [illegible] بھی نوافل ادا کر کے دعا کرتی رہیں اور اگلے روز جب میں تیار ہو کر اپنی ماں سے دعائیں لینے کو جھکا تو مجھے [illegible] اور چاروں جانب جس ذات کا حکم چلتا ہے سو مجھے مکمل یقین تھا کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا، لیکن جب نتیجہ کا اعلان کیا گیا تو میں دنگ رہ گیا۔ طاہر زمان کو اس ملازمت کے لیے منتخب کر لیا گیا تھا۔

[illegible] تھا۔ مجھے [illegible] تک یقین نہیں آیا کہ میری سب دعائیں، نوافل رائیگاں چلے گئے ہیں [illegible] چند مہینے بعد مجھے [illegible] ملازمت مل گئی [illegible] پہلے والی ملازمت [illegible] محسوس تھا۔ پہلی ملازمت [illegible] اللہ سے شکوہ [illegible] تھا۔ مجھے [illegible] میرے رب کی [illegible] وقت [illegible]

میں اپنی قابلیت کے بل بوتے پر ترقی کے زینے پر چڑھتا چلا گیا۔ میرے سسرال مجھ سے بے حد خوش تھے اور میری محنت اور شرافت کو بے تحاشا سراہتے تھے۔

پھر میری زندگی میں ایک وقت وہ بھی آیا کہ وہ جو [illegible] کمپنی میں معمولی اکاؤنٹنٹ کے عہدے پر تعینات ہوا تھا وہ گیارہ سال کے عرصے میں ترقی کرتا [illegible] کمپنی کا اعلیٰ [illegible] افسر بن چکا تھا۔

دوسری طرف وہ کمپنی جس سے مجھے طاہر رضا نے نکلوایا تھا [illegible] آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہوتی چلی گئی اور [illegible] پالیسیوں [illegible] مختلف [illegible] پر [illegible] گئیں۔ [illegible] تمام لوگوں [illegible] تھے۔ جس میں سے ایک [illegible] طاہر رضا [illegible] سعادت [illegible] ہے۔

آج بارہ سال بعد مجھے معلوم ہوا [illegible] تھا [illegible] میں جان گیا تھا [illegible] تو مجھے وہ ملازمت بھی مل سکتی تھی مگر [illegible] مجھے [illegible]

بھی پتہ چلتا تھا [illegible] طاہر رضا [illegible] پر نازاں [illegible] یقین تھا کہ میرے بد دعا [illegible] تحت کے [illegible] میرے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ میں [illegible] مسکرا دیا۔

میرے [illegible] طرح مسکرا دیے [illegible] اور میری جانب دیکھنے لگا۔

"جی آپ سب سے مل کر بہت خوشی ہوئی اور مجھے یقین ہے [illegible] آپ [illegible] میں اچھے [illegible] ثابت ہوں گے۔" میں نے چند رسمی سی باتیں کر کے انہیں [illegible] صاحب [illegible] پاس بھیج دیا جو انہیں [illegible] ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے والے تھے۔

ابھی [illegible] کرسی سے پشت لگا دی [illegible] سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے طاہر [illegible] کیوں نہیں [illegible] میں چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا [illegible] پوچھتے تو [illegible] یہ خواہش بھی پیدا ہوئی [illegible] میں [illegible] پوچھوں کہ [illegible] بتاؤ کہ تمہاری [illegible] آخر کار تمہیں کہاں پہنچا گئی [illegible] مجھے یہاں پہنچا دیا [illegible] مگر میں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] پوشی [illegible] لوگوں کو پسند [illegible] میں نے طاہر رضا [illegible] جائے تو [illegible] ہوتا۔

سلسلہ "کھوج لگائیے" میں ان بچوں کے جوابات بھی درست تھے

[illegible] خالد [illegible] عائشہ [illegible] گوجرانوالہ۔ فاطمہ [illegible] محمد معاذ [illegible] حبیبہ [illegible] حافظ محمد [illegible] خالد [illegible] گوجرانوالہ [illegible] عائشہ [illegible] عبداللہ [illegible] جھنگ۔ [illegible] ملتان۔ محمد [illegible] میاں [illegible] شیخوپورہ۔ [illegible] سید محمد [illegible] علی عمران [illegible] لاہور۔ عائشہ [illegible] شیخوپورہ۔ [illegible] عبدالعزیز، کراچی۔ محمد [illegible] گوجرانوالہ [illegible] عبدالقدیر خان [illegible] ملتان۔ محمد سعد [illegible] لاہور۔ [illegible] جاوید [illegible] ملتان۔ [illegible] اوکاڑہ۔ محمد [illegible] ملتان۔ [illegible] گوجرانوالہ [illegible] بیگ [illegible] احمد [illegible] میاں والی۔ [illegible] عبداللہ [illegible] لاہور۔ [illegible] اسلام آباد۔ [illegible] ملتان۔ [illegible] میاں [illegible] گوجرانوالہ [illegible] کراچی۔ [illegible] رفاقت علی [illegible]

پیارے اللہ کے پیارے نام

"العزیز جل جلالہ"

[illegible]

تعریف: "العزیز جل جلالہ" کے مقابلے میں جو دشمن بن کر آ جائے تو وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں سخت ہے اور جب [illegible] تو کوئی طاقت [illegible] جو [illegible]

تشریح: یہ نام مبارک قرآن کریم میں 92 مرتبہ آیا ہے۔ العزیز جل جلالہ [illegible] طاقت والا ہے جسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اُس کے قبضے سے کوئی اپنے آپ کو نہیں چھڑوا سکتا۔ مخلوق میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔ وہ سب پر غالب اور ہر قادر پر قادر ہے۔

[illegible] ایک کو دوسرے پر غلبہ دیتا ہے، مثلاً [illegible] ماتحتی میں ہوتے ہیں۔ کسی کو منیجر بنایا، بڑا عہدہ دیا، کسی کو ہوٹل کا مالک بنایا اور ہوٹل کے مزدور اس کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں، کسی کو بادشاہ بنا کر [illegible] رعایا [illegible] سب کو یہ مقام دینے والے ایک اللہ تعالیٰ ہیں جو عزیز جل جلالہ ہیں۔

[illegible]

[illegible]

قریب [illegible]

"بیٹا! تم پہلے کہاں تھے؟ ابھی آتے ہی پوچھنے لگے۔" عدیقہ [illegible] سامنے بٹھا کر [illegible] بھائی [illegible] تھا۔

[illegible]

[illegible]

"[illegible] جان غلطی ہو گئی، آئندہ تاخیر نہیں کروں گا۔" حمزہ [illegible]

[illegible]

مسکرا دیے۔

"شاباش بیٹا! اپنی غلطی ہو تو فوراً مان لینی چاہیے اور بیٹا [illegible] معاف [illegible] شروع [illegible] دیتے ہیں۔ وہ آپ کا چھوٹا بھائی ہے۔ چھوٹوں سے محبت والا معاملہ کرنا چاہیے۔" دادا جان نے سمجھانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"جی ٹھیک ہے دادا جان کہانی دوبارہ سنائیے۔" حدیقہ نے بات مانتے ہوئے کہا۔

"حمزہ بیٹا تو میں سنا رہا تھا کہ آج سے تقریباً چودہ سو سال کی بات ہے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں تشریف نہیں لائے [illegible] چالیس سال بعد آپ پیدا ہوئے۔ علاقہ یمن کا ایک گورنر تھا۔ جس کا نام ابرہہ تھا۔

[illegible] بیت اللہ [illegible] تھے [illegible] بیٹا! [illegible] میں بیت اللہ کی شان بھر دی۔ وہ چاہتا تھا [illegible] بیت [illegible] جائیں بلکہ اس کے پاس [illegible] کلیسا (عبادت خانہ) [illegible] کلیسا [illegible] بلندی پر نیچے کھڑا ہو [illegible] نظر نہیں ڈال سکتا تھا۔ وہ کلیسا سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے [illegible] بھی [illegible] جاتے۔ [illegible] کے عبادت [illegible] تھے۔

اس نے پوری مملکت میں اعلان کروا دیا کہ اب یمن سے کوئی [illegible]

"جی۔"

[illegible] حدیقہ [illegible] جان سے کہا۔

[illegible] حمزہ [illegible] چٹکی [illegible] حدیقہ نے حمزہ کی شکایت کرتے ہوئے کہا۔

"قسم سے دادا جان! میں نے کچھ نہیں کیا۔" حمزہ نے اپنی صفائی بیان کرتے ہوئے کہا۔

"دادا جان! یہ پن لگی ہے۔" حمزہ نے پن دکھائی۔

بیٹا! "اس طرح کی چیز فوراً بیگ میں ڈالتے ہیں۔ دیکھو یہ چبھ گئی نا۔"

[illegible] حدیقہ [illegible] تھی۔ حدیقہ اپنی غلطی [illegible] گیا۔

"چلو بہرحال خیال رکھنا۔" دادا جان نے کہا۔

"تو بات کیا ہو رہی تھی۔" دادا جان نے پوچھا تو حمزہ [illegible] "لوگ یمن کے بادشاہ کے عبادت خانے میں نہیں آتے تھے۔"

[illegible] بادشاہ کا [illegible] تھا؟ [illegible] جان سے پوچھا تو دونوں اس کا [illegible] لگے [illegible] چپ ہو گئے۔ [illegible] کا نتیجہ ہے

"وہ آ گیا۔ دادا جان اس کا نام ابرہہ تھا۔"

ابرہہ کے بنائے ہوئے عبادت خانے میں لوگ نہ آئے جو اس نے بیت اللہ کے مقابلے میں بنایا تھا۔ بیت اللہ کی عظمت اس وقت سب ہی کا [illegible] تھی [illegible] نفرت سے ابرہہ کے عبادت خانے [illegible] بادشاہ غصہ سے بپھر گیا۔ اس نے کہا اب میں مکہ جا کر بیت اللہ [illegible] گا۔ وہ بہت بڑی فوج لے کر مکہ روانہ ہوا۔ اس کی فوج میں ایک ایسا ہاتھی بھی تھا [illegible] مثال [illegible] وقت [illegible] تھی۔

"اس کی فوج میں کتنے سپاہی تھے؟" حمزہ نے پوچھا۔

اس کی فوج میں ساٹھ ہزار سپاہی اور تیرہ ہاتھی تھے۔

ابرہہ نے راستے میں [illegible] قبائل کو بھی شکست دی تھی [illegible] لوگوں [illegible] جو جانور [illegible] سب سے [illegible] اونٹوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے بھی دو سو اونٹ تھے۔

بادشاہ [illegible] عبدالمطلب [illegible] کوئی اس سے مقابلہ [illegible] مقابلہ [illegible] جائے گا۔

عبدالمطلب [illegible] تھے۔ [illegible] عزت [illegible] تھی۔ لوگوں نے کہا آپ اس بادشاہ کے پاس جائیں اور اسے کعبہ پر حملے سے روکیں۔

جب عبدالمطلب [illegible] گئے تو [illegible] طاری ہو گیا۔ بڑی عزت سے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور بڑے ادب سے پوچھا کہ آپ نے کیا سوچا ہے؟ عبدالمطلب نے بڑے پُرسکون انداز میں جواب دیا کہ آپ کی فوج نے میرے اونٹ [illegible] میں وہ مجھے لوٹا دیجیے۔ [illegible] حیرت میں پڑ گیا کہ اس نے بجائے کعبہ کو بچانے کی بات کرنے کے صرف

[illegible] ابرہہ سے تھی۔

"آپ کے آنے سے میرے دل میں رعب پڑ گیا تھا مگر جب آپ نے صرف اونٹوں کی بات کی تو میرے دل سے آپ کا رعب ختم ہو گیا۔"

عبدالمطلب نے ابرہہ سے کہا۔ "اونٹ میرے ہیں مجھے اپنے اونٹوں کی فکر ہے اور بیت اللہ کا مالک میں نہیں بلکہ اس کا مالک بہت عظیم ہستی ہے، وہ [illegible] حفاظت [illegible] جانتا ہے۔"

[illegible] طاقت کے نشے میں تھا۔ وہ کعبہ پر حملے [illegible] "تمہارا [illegible] کو میرے [illegible] سکے گا۔"

عبدالمطلب نے کہا: "پھر تمہیں اختیار ہے جو چاہے کرو۔"

عبدالمطلب نے واپس آ کر اہل مکہ کو جمع کیا اور کہا کہ ہم [illegible] مقابلہ [illegible] اپنے بچوں اور مال [illegible] پہاڑوں [illegible] چلے جائیں۔ [illegible] توقف کیا۔

جوں جوں کہانی نقطۂ عروج پر جا رہی تھی بچوں کے چہروں پر سنجیدگی [illegible] جا رہی تھی۔

دادا جان پھر بولے۔ "دوسرے روز ابرہہ ساٹھ ہزار فوج اور [illegible] ہاتھیوں کے ساتھ مکہ کی طرف بڑھا۔ ابرہہ سب سے آگے [illegible] ہاتھی [illegible] داخل ہو [illegible] ہاتھی بیٹھ گیا [illegible] اٹھ جائے مگر وہ [illegible] تھا۔ [illegible] ہاتھی [illegible] کہ وہ زخمی ہو گیا [illegible] مگر [illegible] اپنی جگہ سے نہ [illegible] ہاتھیوں [illegible] کسی اور طرف موڑتے تو وہ [illegible] اٹھ کر

ہوتے اور بھاگنے لگتے اور جوں ہی اُس کا رخ مکے کی جانب پھیر جاتا وہ بیٹھ جاتے۔" ابرہہ تنگ آ گیا [illegible] کی فوج پریشان ہو گئی، مگر پھر بھی اُسے عقل نہ آئی۔ اچانک آسمان پر چاروں طرف سے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ آنا شروع ہو گئے۔ بہت سارے چھوٹے چھوٹے پرندوں نے ان پر حملہ کر دیا اور حملہ بھی توپوں، بمباری سے نہیں [illegible] ان کی چونچ میں چھوٹے چھوٹے کنکر تھے جنہیں وہ اوپر سے پھینکتے۔ وہ کنکر [illegible] تھے [illegible] بم سے بھی زیادہ طاقتور تھے۔ جس ہاتھی یا [illegible] پر وہ کنکر لگتا تو سر سے نکلتا ہوا پاؤں تک [illegible] جاتا [illegible] جسم سے پانی، خون [illegible] پیپ بہنے لگتی۔ ہاتھ پاؤں کٹ کٹ کر [illegible] جسم [illegible] لگا۔ اس سے ہاتھی بری طرح سے چنگھاڑتے اور گھوڑے ہنہناتے۔ ابرہہ کی فوج پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی۔ ان کے جسم کٹ کٹ کر ایسے ہو گئے جیسے جانوروں کا کھایا ہوا بھس۔ ابرہہ کی فوج تباہ و برباد ہو گئی۔ خود ابرہہ کا جسم بھی [illegible] ابرہہ کے ہاتھی [illegible] ہاتھی وہاں [illegible] میں رہ گئے مگر [illegible] طرح کہ دونوں اندھے اور اپاہج ہو گئے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] حفاظت [illegible] دکھائی جو ہر ایک پر غالب [illegible]

حمزہ اور حذیفہ بڑے غور سے واقعہ سن رہے تھے۔

"[illegible] جان [illegible] واقعہ قرآن کریم میں [illegible]"

"جی بیٹا [illegible] سورۃ فیل پڑھی ہے نا۔"

"جی۔۔۔ جی [illegible]" دونوں نے بیک وقت کہا۔

یہ واقعہ سورۂ فیل میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی پر مشتمل کہانی سن کر دونوں "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنے [illegible] کی طرف بڑھ گئے۔

☆☆☆

انمول باتیں

اچھی سوچوں [illegible] پانی [illegible] طرح شفاف [illegible] جس طرح پانی کے قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح سوچوں سے ایمان بنتا ہے۔

☆ زندگی کے دُکھ انسان کو انسان بناتے ہیں۔ اس لیے دُکھوں کا مقابلہ آنسوؤں سے نہیں بلکہ حوصلے سے کرنا چاہیے۔

☆ غصہ عقل کی موت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو کیوں کہ مایوسی گناہ ہے۔

☆ خیرات مال میں اضافہ کرتی ہے۔

☆ صبر اور خاموشی سے بڑ کر کوئی تعویذ نہیں۔

☆ موت سے غفلت لمبی اُمیدوں کی وجہ سے ہے۔

☆ جس نے اپنے ماں باپ کا ادب کیا اُس کی اولاد بھی مؤدب ہو گی۔

([illegible])

کٹ کٹ کٹاک

مجیب ظفر انوار حمیدی

آج شام بی مرغی نہایت غرور کے ساتھ ٹہل رہی تھیں اور
پورے صحن میں گھوم رہی تھیں اور حسن اور سعد میاں، لکھنے کی خوشامد
میں ... ہم ... کی مجال ہے کہ وہ دونوں بھی بیوی کی
بات پر کان دھریں۔ بات ہی کچھ ایسی تھی۔ آج ایک دم ہماری کہ میاں
بات یہ ہے کہ بیگم کٹ کٹ کٹاک نے آج کل پابندی سے ایک انتہائی
خوب صورت اور ... انڈے دے رہی ہیں جو کہ سعد میاں
اور ... حسن میاں ... رہے ہیں ... وہ کسی خاطر میں
نہیں لا رہی ہیں۔

ابھی بات ... محسن ... کی کتاب
... میں ہے "... بچا" ... بی بی کٹ کٹ
... فاسٹ ... لیکن وہ ... اور
تیزی سے کٹ کٹ کٹاک ... کٹ کٹ کٹاک ... کرنے
لگیں۔ اس پر حسن میاں چڑ کر بولے

"بالکل عجیب نام رکھا ہے ... تمہاری بی مرغی ... تم کٹ
کٹ ... ہو ... ہو ہو ہو" اتنا کہہ کر حسن میاں جیسے
ہی ... کٹ کٹ ... کو چھونا چاہتے تھے کہ وہ
چیخیں: "کٹ کٹ کٹ ... کٹاک ... کٹاک ... کٹ کٹ
کٹ ... (یعنی سعد میاں، پیچھے ہٹ جاؤ، ابھی ہمارا وقت کا
موڈ نہیں ہے) سعد میاں ڈر سے ... پیچھے ہٹ گئے اور حسن کو
دیکھتے ہوئے بولے

"بھائی ... یہ ... وہ ... " (بھائی
یہ ... نہیں کر رہی ہے)" "سمجھے" سعد میاں نے اپنا ننھا سا گول
مٹول سر پورے زور و شور سے اقرار میں ہلایا۔ حسن میاں کو بہت
افسوس ہوا اور بی بی کٹ کٹ کٹاک سے بولے

"ہماری پہلے والی مرغی بہت اچھی تھی ... ایک دن ... ایک
ساتھ دو انڈے دیے تھے ... سلطان نے حلوے کے
لیے ٹوکری میں جمع کر لیے تھے ... وہ ہمارے بستر پر آ کر کھیلتی بھی تھی
اور روٹی بھی کھاتی تھی ... تم تو فضول ہو ... ایک انڈا
دے کر تم ہم پر احسان تو نہیں کر رہی ہو، ہاں ... باؤ" اتنا کہہ
کر حسن میاں نے بی بی کٹ کٹ کٹاک کو خوب ڈرایا اور سعد کا
ہاتھ تھام کر بولے

"غرور نہیں کرو ورنہ اماں تمہارا پلاؤ پکا کر بابا کو کھلا دیں
گی ... باک ... ہاہاہا!" حسن میاں خوب ہنسے اور اب تو بی بی
کٹ کٹ کٹاک کو جیسے جلال آ گیا۔ انھوں نے اپنی کٹ کٹ سے

[illegible]

[illegible] حمیدہ کے بچوں کو ڈاکٹر کے [illegible]

[illegible] میں [illegible] ہیں۔

[illegible] کی یہ بات [illegible] حسن میاں [illegible] پریشان ہو گئی۔

[illegible]

[illegible] جاتے ہوئے [illegible]

[illegible] بھی جائے گی۔۔۔ میں اسی پر گزارا کروا" ابا کا حتمی فیصلہ سن کر حسن میاں کا منہ لٹک گیا وہ کچھ سوچ کر بولے

[illegible]

[illegible] مٹن پلاؤ، مزے مزے کی چیزیں کون کھلاتا [illegible]

[illegible] حسن میاں چہکتے [illegible]

[illegible]

[illegible] ... کی تحریر ...

وشیبہ بیگم آپ تو جانتی ہیں کہ ہم شوگر کی بیماری کی وجہ سے [illegible] یہ کہہ کر وہ اٹھے۔ حسن سمجھ گئے کہ اب پھر ابا جیسی اور سعد کو پیار کریں گے کہ چائے پھیکی ہو رہی ہے۔ ابا کا [illegible] ہے۔ ابا کو یہاں سے۔ چنانچہ انہوں نے سعد میاں کے ساتھ باہر [illegible]۔

ٹی ٹی ٹیٹ ٹیٹ کتاک پورے زور و شور سے حسن اور سعد کے [illegible] تھیں۔ گھر میں صرف ابا [illegible] تھے۔ اماں، ابا، حسن اور سعد، خالہ جان کے گھر گئے ہوئے تھے اور بابا اپنے دفتر تھے۔ ایسے میں اللہ جانے کنڈی والا [illegible] کے راستے حسن اور سعد کے کمرے میں آن دھمکیں۔ [illegible]

[illegible]

کا دروازہ بند کرتے ہوئے بولے۔ "[illegible] کہتے ہیں [illegible] تم بہت شریر [illegible]"

[illegible] تو وہ خوب ہنسے۔ حسن میاں بولے۔

"[illegible] ہوگی!"

"[illegible]" سعد جلدی سے بولے [illegible] لیکن حسن میاں کو تو جیسے یقین تھا کہ [illegible] ان سے دوستی کر [illegible] تھی۔ [illegible] وقت ہو رہا تھا کہ حسن میاں جلدی سے ٹیٹ ٹیٹ کے پنجرے کے پاس گئے اور ایک بہت پیاری سی کتاب کھول کر بی ٹیٹ ٹیٹ کو ایک اچھی سی نظم سنانے لگے۔ "بول میرے [illegible]، ہاں ہاں [illegible]" [illegible] شور مچایا

محمد حسن، سعید میاں خوب غصہ ہوئے [illegible] ہوئے "معصوم سی مرغی [illegible] چھوٹی طرح [illegible] ہوا۔ تمہیں [illegible] شکریہ ادا کرنا چاہئے [illegible] سے تمہارے پاس [illegible] گٹ [illegible] چلو جاؤ، ہم کسی جواب دے تم سے؟"

[illegible] حسن میاں [illegible] سے [illegible] کا [illegible] سنایا۔ یہ سب [illegible] خوب ہنسے اور بولے "[illegible] ہا ہا ہا [illegible] اس میں بے چاری کٹ کٹ کی کیا خطا ہے، غلطی تو تمہاری ہے جو اس کو مرغے کی نظم سنا رہے تھے جب کہ وہ تو مرغی ہے بے چاری ہا ہا ہا!!"

[illegible] حسن میاں چونک [illegible] گئے اور بولے

"[illegible] کٹ کٹ کو اردو آتی ہے؟" یا جواب [illegible] بہت مشکل موقع تھا کہ حسن کو کس طرح سمجھایا [illegible] بات ان کی سمجھ میں آ جائے لیکن وہ بھی حسن میاں [illegible] بولے "[illegible] تمہیں معلوم ہے جو پیارے پیارے جانور ہوتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں... یہ سب ہمارے

[illegible] میں [illegible] سمجھتے ہیں۔ تم سے پہلے [illegible] بہت سمجھ [illegible] بھی تم سے [illegible] گی۔ یاد رکھو ان بے زبانوں کو اللہ تعالیٰ نے پیار کی زبان عطا کی ہے جو سب سے بڑی [illegible] بھی [illegible] طرح سے [illegible] بھی نہ تھے اور محمد حسن سعید میاں اُن کی بات [illegible] کر رہے تھے [illegible] پیچھے سے [illegible] آئی [illegible] کٹ کٹ [illegible] سب نے [illegible] دیکھا تو پیچھے مرغی کے چوزے [illegible] کٹ کٹ [illegible] پھیلائے یوں کھڑی تھیں جیسے کہہ رہی ہوں [illegible] سعید میاں تمہارے بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، میں [illegible] سے پیار کرتی ہوں۔ لو اللہ کے حکم سے [illegible] ایک [illegible] بھی دیتی ہوں... [illegible] بھیلئے [illegible] حسن میاں خوب اچھلے اور سعد سے بولے "سعد ہم یہ کٹ کٹ سے دوستی کر لیتے ہیں اور [illegible] بھی نہیں ستائیں گے کیوں کہ یہ ہمارے کام آتی ہے اور ہماری محسن بھی ہے۔" حسن میاں نے خوب یاد کر لی [illegible] بات [illegible] سعد نے خوب زور و شور سے سر ہلایا۔ [illegible] اور ماما سب کے سب ہنسنے لگے اور شاید یہ کٹ کٹ کا کٹ بھی ہنس رہی تھی کیوں کہ اب وہ آہستہ آہستہ کٹ کٹ کر رہی تھی

☆☆☆

فیصل مسجد

فیصل مسجد پاکستان کی سب سے بڑی مسجد ہے جس کے ہال میں 74000 جبکہ ملحقہ صحن میں نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا کے مسلم ممالک میں سب سے بڑی مسجد ہونے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ یہ عرصہ 1986ء سے 1993ء

تک رہا۔ مارگلہ پہاڑیوں کے دامن میں یہ خوب صورت مسجد کا نقشہ ترکی کے ماہر تعمیرات Vedal Dalokay نے تیار کیا۔ سعودی عرب کے فرماں روا شاہ فیصل نے اس مسجد کی تعمیر کے اخراجات برداشت کیے تھے اسی لیے اس مسجد کو فیصل مسجد کہا جاتا ہے۔ اس کی تعمیر 1976ء میں شروع ہوئی اور 1986ء کو مکمل ہوئی۔ مسجد کا نقشہ عرب خیمے کی مانند ہے۔ مسجد کے چاروں طرف بلند و بالا مینار ہیں جن کی بلندی 80 میٹر (260 فٹ) ہے۔ یہ مسجد 5000 مربع میٹر پر پھیلی ہے۔ مسجد کے ہال میں فانوس نصب ہے جو چھیالیس سے تھنکتا ہے۔ دیواروں پر خوب صورتی سے قرآنی آیات کندہ کی گئی ہیں۔ یہ مسجد شاہراہ اسلام آباد پر واقع ہے۔ اس کے ساتھ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بھی قائم ہے۔ نمازیوں کے علاوہ سیاحوں کی بڑی تعداد بھی اسے دیکھنے ہر سال یہاں آتی ہے۔

لیاقت علی خان

لیاقت علی خان کا شمار تحریک پاکستان کے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ آپ پاکستان کے پہلے وزیراعظم تھے۔ آپ یکم اکتوبر 1896ء کو کرنال (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے Exter College (برطانیہ) سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے آزادیٔ پاکستان کے عظیم رہنما، ایک وکیل اور سیاست دان کی حیثیت سے نام پیدا کیا۔ آپ 1947ء سے 1951ء تک پاکستان کے وزیراعظم رہے۔

آپ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور وزیر امور کشمیر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ 16 اکتوبر 1951ء کو کمپنی باغ (موجودہ لیاقت باغ) راولپنڈی میں سید اکبر نامی شخص نے گولی مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ قوم نے انہیں شہید ملت کا خطاب دیا۔ آپ مزار قائداعظم کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ ان کے نام پر کئی تعلیمی ادارے، قصبے اور پارک کے نام منسوب کیے گئے ہیں۔

مور

مور کو Peafowl بھی کہا جاتا ہے۔ نر مور کو "Peacock" جبکہ مادہ مور کو "Peahen" کہتے ہیں۔ اس

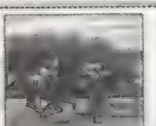

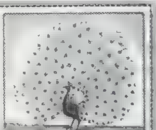

پرندے کا خاندان "Phas anidae" سے تعلق ہے۔ [illegible] اپنے خوبصورت پروں اور رقص کی وجہ سے [illegible] میں [illegible] سبز رنگ کے پروں کی وجہ سے اس کا شمار خوبصورت پرندوں میں ہوتا ہے۔ [illegible] جنگل میں رہتا ہے۔ درختوں پر بسیرا کرتا ہے۔ پھل پھول حشرات اور چھپکلی مینڈک وغیرہ کھا جاتا ہے اس لیے اسے ہمہ خور (Omnivores) کہتے ہیں۔ مور کے بڑوں پروں کی تعداد 20 تک [illegible] 100 سے 115 سینٹی [illegible] 225 سینٹی میٹر تک ہوتی ہے [illegible] 95 سینٹی میٹر تک کی ہوتی [illegible] "Pavo Cristatus" اور "Pavo Muticus" ہیں۔

ہارس ریسنگ

ہارس ریسنگ Horse Racing ایک مشہور کھیل ہے جو [illegible] میں کھیلا جاتا ہے [illegible] گھڑسواری کے [illegible] کھیل کو "Equestrian Sport" بھی کہتے ہیں [illegible] کھیل کی ابتدا شام اور مصر سے کئی صدیوں پہلے ہوئی۔ آج یہ کھیل اولمپکس کھیلوں کے علاوہ بھی کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل کی کئی اقسام ہیں۔ Harness + Racing Over Jump, Flat Racing Racing شامل ہیں۔ [illegible] Jockey [illegible] خطرناک کھیل ہے جس میں گھڑسوار گر [illegible] [illegible] [illegible] اور گجرات ریس کلب (گجرات) میں یہ کھیل کھیلا جاتا ہے جس میں لوگ بھرپور طریقے سے شرکت کرتے ہیں۔

مختصر معلومات

- سفید بادلوں کا وطن نیوزی لینڈ کو کہتے ہیں۔
- سفید ہاتھیوں کی سرزمین تھائی لینڈ کو کہتے ہیں۔
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- زمرد کا جزیرہ آئرلینڈ کو کہتے ہیں
- موتیوں کا جزیرہ بحرین کو کہتے ہیں۔
- [illegible]
- جزیرہ عرب کی کنجی عدن کو کہتے ہیں۔
- جھیلوں کی سرزمین فن لینڈ کو کہتے ہیں۔
- ایشیاء کا [illegible] جاپان کو کہتے ہیں۔ [illegible]

آئیے مسکرائیے

کان

[illegible]

مونچھ کا بال

[illegible]

خوش نصیبی

[illegible] کسی انعام حاصل کرنے والا خوشی سے [illegible]

[illegible] اس نے [illegible] کہ یہ خوش خبری اس طرح سنائی کہ [illegible]

[illegible] ایک کروڑ کا انعام نکل آئے تو تم کیا کرو گے؟

[illegible]

[illegible] سوال

[illegible]

مجھے نظر نہیں آ [illegible] چھت پر چھپکلی کی طرف تھا [illegible]

[illegible]

باپ (غصے سے) "بیہودہ سوال ہے"

بیٹا: "نہیں ابو! سوال ہی غلط ہے" (ملیکہ [illegible])

دوڑ دھوپ

[illegible] تم دھوپ میں [illegible]

[illegible]

[illegible] مرغی

[illegible]

امیر

[illegible]

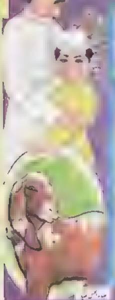

عید قرباں آئی دیکھو عید قرباں آئی
پیارے بچو رب کی رحمت سارے جہاں پر چھائی
سنو ذرا تم حکم رب کو سچے دل سے مانو
اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنی جان لٹا دو
بغض مٹا کر اپنے دل سے کام جہاں کے آؤ
قربانی کا جذبہ ہر اک دل میں بڑھ کے جگاؤ
حضرت ابراہیمؑ کی سنت کو اپناؤ تم سب
وقت پڑے تو ملک و قوم کے کام بھی آؤ تم سب
مفلس کے کام آنا بھی ہے دیکھو ایک عبادت
ان کی لینا خوب دعائیں کر کے ان کی خدمت
سب کو تم ایثار سکھاؤ گلے لگاؤ سب کو
آپس میں سب خوشیاں بانٹو راضی رکھو رب کو
سب سے مل کر رہنا سیکھو قتلِ عام کو روکو
دین سے ہٹ کر کام کرے جو بڑھ کے اس کو ٹوکو

محمد طارق سمر

سے جا... کی نقل لو... سے سینہ فیض... میں ڈال
... کی عظمت میں ہے سب کا لوگوں ... کی ش ہیں۔
... جاتے ہوئے ... تو ... تو ... کانپنے لگا۔ پھر جونہی
... پاس ... میں ... گئے ... دوڑتا ہوا راجہ کے قدموں میں گر گیا اور چلانے لگا

"رحم ... حضور ... رحم ... خاکسار کو ایک موقع اور دیا جائے ... بھی میں ... ثابت ... اور اپ ... بے شک میری ... جائے۔"

... کی بات ... راجہ کا غصہ قدرے کم ہو ... اور ...
"ٹھیک ہے ... ہم تمہیں مہلت دیے دیتے ہیں ... جو تمہاری مہلت ... یاد رکھو اگر تم نے اپنا قول نبھائے بغیر ہماری سلطنت کی حدود سے فرار ہونے کی کوشش کی تو صرف تمہیں ہی نہیں ... کی جائے گی۔

"بہت بہت شکریہ سرکار ... مجھے صرف ایک سال کی مہلت درکار ہے۔" نوریز نے ممنونیت بھرے لہجے میں کہا تو راجہ نے سپاہیوں کو مخصوص اشارہ کر دیا اور نوریز آداب بجا لاتا ہوا راجہ کے دربار سے رخصت ہو گیا۔

نوریز پیشے کے اعتبار سے ایک بہروپیا تھا اور ... تھا۔ وہ پیٹ ... کی خاطر مختلف شہروں میں قیام کرتا تھا۔ مختلف طرح کے روپ بھرتا اور لوگوں سے ... وصول کر ... اگلے شہر کو چل

دیتا ... بہروپ ... میں مہارت حاصل تھی۔ ... کی بدولت ... سب اور ... دیکھ جانے اور خوش ہو کر ... پر انعام و اکرام کی بارش کر دیتے۔

چونکہ شہر بہ شہر ... ہوا نوریز چند ماہ پہلے ہی ... ریاست ... میں داخل ہوا تھا۔ اس ریاست کا راجہ عجیب مزاج کا ... تھا۔ وہ دل بہلانے والے علوم و فنون کے سخت خلاف تھا۔ اس نے پوری ریاست میں اعلان کر دیا ... تھا کہ ... شخص ... علوم و فنون ... مشہور ہوں۔

نوریز ... اعلان کا علم ریاست میں داخل ہونے کے بعد ہوا ... قبل اس کے کہ وہ وہاں سے ... اور شہر کی طرف ... کرتا۔ اس کی اطلاع راجہ تک پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ راجہ کے حکم پر سپاہیوں نے ... گرفتار ... راجہ کے دربار میں پیش کر دیا تھا۔

نوریز راجہ کے دربار سے مہلت لے کر واپس آیا تو کافی پریشان تھا۔ ... مہلت تو لے لی تھی لیکن اب پریشان تھا کہ اپنا قول کیسے نبھائے گا۔ کئی دن وہ اس مسئلے پر سوچتا رہا۔ آخر ایک نتیجے پر پہنچ گیا۔ اب اسے مناسب وقت کا انتظار تھا۔ اس نے عارضی طور پر سوانگ رچانے والا کام ملتوی کر دیا ... اپنے آپ کو گھر کی چار دیواری تک محدود کر ... کیونکہ وہ جانتا تھا کہ راجہ کے خاص ہرکارے اس کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں۔ ایک ... ماہ ... یونہی گزار دیا حتیٰ کہ

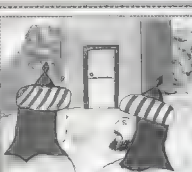

نگرانی کرنے والے مطمئن ہو کر اپنے دیگر کاموں میں مشغول ہو گئے۔ [illegible] اپنے منصب کی جانب [illegible] میں مصروف ہو گیا۔

اسی طرح کئی ماہ گزر گئے۔ ایک دن راجہ کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ شہر کے دروازے کے پاس ایک فقیر [illegible] جو شخص کچھ دیر اس کی صحبت میں بیٹھ جاتا ہے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ روز بروز اس کے عقیدت مندوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور اب تو یہ عالم ہے کہ آدھے سے زیادہ شہر اس کا عقیدت مند بن چکا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ صرف چھ ماہ [illegible] زیادہ مقبولیت حاصل کر لی ہے۔

راجہ نے فوراً اپنے وزیروں کا اجلاس بلوایا اور جاسوسوں کی [illegible] مشورہ طلب کیا۔

وزیر اعظم نے کہا: "مجھے تو یہ بزرگ فراڈ لگتا ہے۔ کیوں کہ [illegible]

[illegible] صورت حال نہایت تشویش ناک ہے۔ مہاراج حکم فرمائیں میں بھی سپاہی بھیجتا ہوں جو اسے گرفتار کر کے مہاراج کے حضور پیش [illegible]

اسی طرح مختلف وزیر اپنی اپنی سوچ کے مطابق مشورہ دے رہے تھے۔ پھر [illegible]

[illegible] بھی بن سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں احتیاط [illegible] بھی بھیج دو لے۔"

[illegible]

وزیر دوبارہ گویا ہوا۔

[illegible] کا جاسوس ہے اور عوام میں اثر و رسوخ پیدا کر کے انھیں بغاوت پر [illegible]

کہ حضور خود اس بزرگ کی کٹیا میں تشریف لے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ آپ اس کی باتوں سے متاثر ہو گئے ہیں۔ پھر [illegible] سارا مال و دولت پیش کریں اور ساتھ ہی ساتھ اسے نائب وزیراعظم بنانے کی پیشکش کریں۔ اگر وہ لالچی اور فراڈیا ہوگا تو مال و دولت پا کر خوش ہوگا اور فوراً عہدہ قبول کرے گا۔ اور جب وہ دربار سے وابستہ ہو جائے گا تو رفتہ رفتہ اس کا [illegible] جائے گا۔ [illegible] حضور [illegible] کوئی بھی [illegible] نہیں [illegible] بھی قابو میں آ جائے گا [illegible] بھی نہیں [illegible] بوڑھے وزیر نے اپنی بات مکمل کی تو سب [illegible] راجہ کو بھی اس کی تجویز بہت پسند آئی تھی۔ [illegible] پر عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

[illegible] شاہی [illegible] شان و شوکت کے ساتھ [illegible] غلام [illegible] بھی [illegible] اپنے [illegible] قیمت موتی اور جواہرات سے بھرے تھال اٹھائے ہوئے تھے۔ جب راجہ اپنے درباریوں کے ہمراہ بزرگ کی کٹیا تک پہنچا تو اس نے حیران کن ماجرا دیکھا۔

[illegible] پوش [illegible] چٹان پر بیٹھے تھے [illegible] تعداد میں لوگ سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ سکوت کا یہ عالم ہے کہ اتنے بڑے مجمع کے باوجود بزرگ کی آواز دور سے ہی صاف سنائی دے رہی تھی۔

راجہ کے سپاہیوں نے مجمع میں سے راستہ بنایا اور راجہ اپنے [illegible] تک پہنچا [illegible] توقع تھی کہ وہ بزرگ کھڑے ہو کر اس کا استقبال کریں گے، لیکن ایسا نہیں ہوا [illegible] بیٹھے بیٹھے چٹائی پر ذرا سا سرک گئے تاکہ راجہ [illegible] بیٹھ [illegible]

[illegible] مجھے بھی کچھ نصیحت [illegible] مطابق [illegible] دیکھتے ہوئے کہا [illegible] تمہیں [illegible] چھوٹے سے خطے کا حکمران بنایا ہے۔ گویا عوام الناس کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار بنایا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اپنے فیصلے عدل و انصاف سے کرو [illegible] رکھو۔ ظلم [illegible] سے سختی سے پیش آؤ خواہ وہ کتنا ہی معتبر اور کتنا ہی بڑا عہدیدار [illegible] تب عوام تمہیں اپنا [illegible] میں [illegible] اور تمہیں اپنے دل میں بسائیں گے [illegible] طاقت تم سے تمہارا تخت نہیں چھین سکتی۔"

راجہ بزرگ کی باتوں سے واقعی بڑا متاثر ہوا اور پھر زر و جواہرات کے تھال نذرانے کے طور پر پیش کیے۔ جسے بزرگ نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ ہم جیسے [illegible] کی حاجت نہیں۔ [illegible] راجہ نے انہیں نائب وزیر اعظم کے عہدے کی پیشکش کی۔ [illegible] پیشکش بھی [illegible] دیا کہ [illegible] کا اصل منصب [illegible] اور صرف [illegible] کی اطاعت [illegible] اپنا [illegible] وہاں سے نام [illegible] بزرگ کی باتوں نے اس کے دل و دماغ میں ہلچل مچا دی تھی۔ [illegible] بڑی پیشکش [illegible] سمجھنے میں [illegible] وہ کئی [illegible] سوچ بچار میں [illegible] فیصلہ [illegible] حتیٰ کہ ایک دن [illegible] اطلاع دی کہ وہ [illegible] ٹھکانہ چھوڑ [illegible] غائب ہو گئے ہیں کہ کہیں ان کا سراغ نہیں مل [illegible] راجہ [illegible] یہ اطلاع [illegible] حیرت انگیز تھی تاہم [illegible] طرح سے اطمینان [illegible] بھی تھی کہ بغاوت کا [illegible] بھی [illegible] حال ٹل گیا تھا۔

[illegible] بعد [illegible] اس بھید کا [illegible] سپاہیوں [illegible] بھید [illegible] حضور پیش کیا جائے [illegible] بعد [illegible] بتایا کہ وہ [illegible] بھی اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر غائب ہو چکا ہے [illegible] سپاہیوں [illegible] حکم [illegible] کہ وہ صرف پوری ریاست میں پھیل جائیں بلکہ آس پاس کی ریاستوں میں تلاش [illegible] اور جیسے بھی [illegible] ہمارے حضور پیش کیا جائے۔

مزید چند روز گزرے ہوں گے کہ ایک دن جب راجہ دربار سجائے بیٹھا تھا [illegible] لوگوں کے معاملات [illegible] دربار میں ہلچل مچ گئی۔ کسی نے خبر دی کہ وہ بزرگ [illegible] نمودار ہو گئے

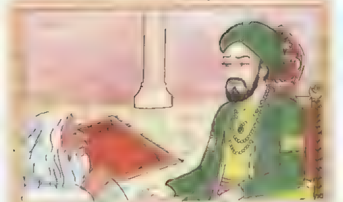

ہیں اور راجہ کی طرف آ رہے ہیں۔ اور لوگوں کا ایک ہجوم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ یہ خبر سن کر راجہ بجلی کی [illegible] اور اس پر بھی سخت طاری ہو گیا۔ وہ انتظار نہیں ہو گیا کہ اب جوگی ان کا راز کھولنے ہی والا ہے۔

کچھ ہی دیر میں وہ دربار کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے باہر ہی روک دیا اور خود اکیلے ہی اندر داخل ہوئے اور جھک کر راجہ کو آداب کیا۔ راجہ نے [illegible] یہ تو ان کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

تب [illegible] سے بولے۔ [illegible]

"حضور مجھے پہچانئے۔ میں آپ کا خادم [illegible] ہوں [illegible] بہروپ تار [illegible] لگے تھوڑی ہی دیر میں وہاں بیٹھے ہوئے مختلف چہرے نظر آنے لگا جیسے سب پہچانتے تھے۔ [illegible] تھی۔

تمام اہل دربار نے حیرت اور خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ راجہ کی بھی جان میں جان آئی۔ اور وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

"تو [illegible] تم نے تو کمال کر دیا۔ اتنے لوگوں میں سے کوئی بھی تمہیں نہیں پہچان سکا۔ واقعی تم اپنے فن میں باکمال ہو۔"

تو [illegible] حضور [illegible] سے [illegible] بولے۔ چھپاتے ہوئے کہا۔

"انعام تو ہم تمہیں دیں گے، لیکن ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ جب تم جوگی بن کر ہمارے پاس آئے تھے اور ہم نے [illegible] کے علاوہ [illegible] پیش کی تھی تب تو تم نے سب چیزوں کو ٹھکرا دیا لیکن [illegible] وقت کی تم کو کیا ہے؟" راجہ نے حیرت سے پوچھا۔ تب نوریز نے کہا۔

"حضور میں ایک فن کار ہوں۔ کوئی بھی سچا فن کار اپنے فن کی حرمت کو پامال نہیں کرتا۔ اس وقت میں اللہ والے کے روپ میں تھا اور اللہ والوں کو دنیاوی مال و زر کی ہوس نہیں ہوتی۔ اگر میں اس وقت کچھ [illegible] لے لیتا تو اللہ والوں کی حرمت پر فرق آتا اور یہ مجھے گوارا نہیں تھا اس لیے میں نے اس وقت انکار کر دیا تھا۔"

راجہ نوریز کا جواب سن کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے نہ صرف نوریز کو بہت سا انعام [illegible] دیا بلکہ نوریز کے مشورے پر اپنے شاہی [illegible] بھی رکھ لیے۔ تاکہ وہ سرکاری جاسوسوں کو دشمن ملک میں اپنی اصلیت چھپانے کے لیے روپ بدلنے کا فن سکھا سکے۔

(مرکزی خیال ماخوذ)

میری زندگی کے مقاصد

میری زندگی کے مقاصد کے لیے کوپن پر کر کے ہمیں ایک عدد رنگین تصویر بھیجنا ضروری ہے

نام .... شہر ....

مقاصد ....

مختصر مختصر

ذہانت

ایک مرتبہ تین آدمی سترہ اونٹ لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپؓ ان اونٹوں کو اس طرح تقسیم کر دیں کہ ایک کو ان اونٹوں کا نصف حصہ، دوسرے کو تیسرا حصہ اور تیسرے آدمی کو ان اونٹوں کا نواں حصہ ملے لیکن ان میں سے کوئی اونٹ نہ تو فروخت کیا جائے اور نہ ہی کسی اونٹ کو دو حصوں میں کاٹا جائے۔

آپؓ نے اس کا فیصلہ کچھ یوں کیا کہ سب سے پہلے ان اونٹوں میں آپؓ نے ایک اونٹ اپنی طرف سے شامل کر دیا جس سے ان کی کل تعداد اٹھارہ ہو گئی۔ آپؓ نے پہلے آدمی کو نصف یعنی نو اونٹ دے دیے اور نو اونٹ باقی بچ گئے۔ پھر دوسرے کو تیسرا حصہ یعنی چھ اونٹ دے دیے اور باقی تین رہ گئے۔ اب تیسرے شخص کو اونٹوں کا نواں حصہ یعنی دو اونٹ دے دیے اور باقی ایک اونٹ بچ گیا جو حضرت علیؓ کا تھا۔

([illegible] — چکوال)

دیانت داری

کسی شخص کی ایک مرتبہ دیناروں کی تھیلی کھو گئی تو وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ [illegible] کہنے لگا کہ میری تھیلی آپ نے لی ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ نے اس سے سوال کیا کہ اس میں کتنی رقم تھی؟ اس نے کہا دو ہزار دینار۔ چنانچہ [illegible] دینار [illegible] بعد میں جب اس کی کھوئی ہوئی تھیلی کسی دوسری جگہ سے مل گئی تو [illegible] معافی چاہتے ہوئے آپؓ [illegible] نہیں لیتے۔ پھر جب لوگوں سے اس کو آپؓ کا [illegible]

([illegible])

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بڑے جلیل القدر اور انصاف پسند خلیفہ تھے۔ [illegible] آپ کو اطلاع ملی کہ ایک سپہ سالار [illegible] جس دولت پر غریب رعایا کا حق ہے، ایک خلیفہ کا سپہ سالار اس طرح [illegible] انہوں نے سپہ سالار کو دعوت پر بلایا۔

[illegible] حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے [illegible] خوب مزیدار کھانا بناؤ اور ساتھ جو کا دلیہ بھی بناؤ۔ سپہ سالار آیا تو آپ نے اس کے ساتھ [illegible] شروع کر دی [illegible] کچھ دیر بعد ملازم نے دلیہ لا کر رکھ دیا۔ سپہ سالار نے جب دلیہ دیکھا تو [illegible] اس نے تھوڑا سا کھانا شروع کر دیا۔ پھر خلیفہ نے ملازم سے کہا: "مہمان کا کھانا لاؤ۔" کچھ دیر بعد ملازم کھانا لے آیا۔ پھر انہوں نے سپہ سالار کو مخاطب کیا: "دلیہ تو میرے لیے تھا، آپ [illegible]" یہ سن کر خلیفہ بولے: "دلیے پر بمشکل ایک درہم خرچ ہوا، جب کہ آپ ہزاروں درہم کھانے پر خرچ کرتے ہیں، لیکن پیٹ تو اسی سے بھر جاتا ہے۔" یہ بات سن کر سپہ سالار شرمندہ ہو گیا اور توبہ کی کہ آئندہ سادہ زندگی گزارے گا۔

([illegible] — فیصل آباد)

عجیب [illegible]

یہ پہلی جنگ عظیم کا واقعہ ہے۔ لڑائی کے دوران ایک سپاہی نے اپنے جگری دوست کو گرتے دیکھا تو خوف زدہ ہو گیا۔ وہ اس وقت ایک مورچے میں تھا۔ اور سنسناتی گولیوں کی بوچھاڑ مسلسل اس کے سر سے گزر رہی تھی۔ سپاہی نے اپنے افسر سے پوچھا کہ کیا

[illegible]

ہوا اسے واپس [illegible] کشتی کے [illegible] لے گیا۔ جب [illegible]

[illegible]

میں نے تم سے کہا تھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

کہانی

[illegible] صندوق [illegible]

صندوق کا [illegible]

[illegible] صندوق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بادشاہ [illegible] بے گناہ شخص [illegible] حکم جاری [illegible] شخص [illegible] بادشاہ [illegible] گناہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس شخص کی ان باتوں سے بادشاہ بہت متاثر ہوا اور اس نے اسے آزاد کر دیا۔ ([illegible])

انمول بات

[illegible] سوچوں کو پانی کے قطروں کی طرح شفاف رکھو کیونکہ جس طرح قطروں سے [illegible] بنتا ہے [illegible] سوچوں سے ایمان بنتا ہے ([illegible])

صادقین

مصوری کی تعلیم کی تھی جب وہ ... پاکستان آئے تو یہاں ... کی تلاش میں ... کا سامنا کرنا پڑا ... جس علاقے میں ... رہائش تھی وہاں ... جنگلی پودوں کی کثرت تھی۔ ان پودوں ... کا ... ہوتا تھا۔ ... ایسے پودوں کو ... جاتا ہے۔ وہ اکثر آتے جاتے ان پودوں کو دیکھا کرتے ... بعد میں ... نے اس پودے کو اپنی مصوری کا حصہ بنایا۔

سفید کرتا پاجامہ اور کبھی کبھار شیروانی ... یہ خوش مزاج اور خوش وضع انسان ... مصوری میں پاکستان کو شناخت دلانے والے بین الاقوامی مصور "صادقین" تھے۔ ان کا مکمل نام صادقین احمد نقوی تھا۔ آپ 30 جون 1930ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ ... مرادآباد سے ... یونیورسٹی سے کیا۔

پاکستان ... انھوں نے کچھ عرصے ریڈیو پاکستان کراچی میں بطور اسسٹنٹ پروگرام ... کام کیا۔ مصوری کے شعبے میں ان کی خداداد صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے ایک سرکاری محکمے نے کراچی کے ساحل پر رہائش فراہم کی تاکہ وہ اپنا مصوری کا سلسلہ ... کے ساتھ

... مصوری میں ... قابلیت کا ... ان کی شہرت کا ... تصاویر جسے انگریزی میں ... (Mura) ... پینٹنگز ... 1961ء میں ... پاکستان ... عظیم الشان ... کی ... ماہرین ... کارنامہ ... عظیم الشان تصویر ہے جو محنت کی عظمت اور ... ظاہر کرتی ہے۔

... بعد کچھ عرصے کے لیے وہ پیرس چلے گئے۔ وہاں بھی ... یادگار ... بین الاقوامی نمائشوں میں ایوارڈ، انعامات اور اعزازات حاصل کرکے پاکستان کا نام روشن کیا۔ ان کے شاہکار "The Last Supper" نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی۔ اس کے بعد وہ کچھ عرصے امریکا میں بھی رہے۔

صادقین کی [illegible] مصوری [illegible] میں پیش [illegible]
دیکھا 1962ء میں ان کے حصے میں [illegible]
1965 کی جنگ ستمبر کے دوران [illegible] شہید [illegible] سے
موضوعات [illegible] تصاویر بنائیں [illegible] سے
یہ محفوظ [illegible] 1990ء میں انہیں ستارہ [illegible] گیا۔

1969ء میں [illegible] غالب [illegible] سے [illegible]
سے منتخب کلام غالب کو بڑی خوب صورتی سے [illegible]
پچاس کے [illegible] تخلیق ہیں۔ علامہ اقبال اور فیض احمد فیض بھی
کے محبوب شعراء تھے۔ صادقین [illegible] علامہ کو بھی [illegible]
میں [illegible]

[illegible] کا مظاہرہ [illegible] تھے تو
1970 میں

[illegible] اپنی جگہ [illegible] ہوئے [illegible] ملتا ہے۔ [illegible]
بہترین [illegible] خطاطی [illegible] آیات [illegible]
صادقین [illegible] سے [illegible]
[illegible] میں چھپے ہوئے معنی [illegible] شکل میں [illegible]
[illegible] ہو جاتے ہیں۔

1972ء میں انہوں نے سورۃ یٰسین کو 260 فٹ طویل پینل
پر تحریر کیا اور یہ پینل لاہور کے عجائب گھر کو [illegible] بعد [illegible]
اس عجائب گھر کو انہوں نے مصوری سے بھی سجا [illegible] صادقین نے
عجائب [illegible] آیات [illegible]
اور [illegible] خطاطی سے سجایا۔

صادقین 80 کے عشرے میں [illegible] تو وہاں بھی [illegible]
[illegible] ڈاکٹر حمید [illegible] اور کی [illegible]
[illegible] پینلوں کے علاوہ [illegible]
[illegible] دہلی میں ان کے کام کی نمائش ہوئی۔ سلطان ٹیپو شہید
[illegible] انہوں نے عاصری [illegible] اور [illegible] پاروں کی صورت
میں [illegible] عقیدت [illegible] کے دوران بھارتی حکومت
[illegible] ملک بورڈ کی تحویل
میں [illegible] صادقین [illegible] کے ساتھ
[illegible] یہاں
[illegible]

[illegible] سال [illegible] کی حیثیت [illegible] آسمان [illegible]
کائنات [illegible]
[illegible] ہالہ [illegible] مصوری [illegible]

10 فروری 1987 [illegible] رحلت [illegible] ہو گئے

[illegible] نے صادقین کے بارے میں کہا تھا کہ ان
کا [illegible] مشرق [illegible] کا خوب صورت [illegible] ہے۔ انہوں نے
[illegible] اپنی زندگی کا قرض بخوبی چکا دیا ہے۔

صادقین [illegible] ایک [illegible] شاعر بھی تھے۔
[illegible] قطعات کی شکل میں [illegible] ہوئے۔ [illegible]
[illegible] الاقوامی [illegible] چھپ [illegible]
[illegible] مصور کے [illegible] تھا۔ وہ
[illegible] شہرت [illegible] میں
[illegible] بھی [illegible]

☆☆☆

کھیل دس منٹ کا

ٹ	خ	ف	ش	ط	س	ن	و	ک	ر
ی	د	ٹ	غ	گ	ڈ	ن	ع	ح	ن
ب	ی	ب	س	و	ش	ط	ر	ن	ج
ل	ز	ا	ب	ی	ڈ	م	ن	ٹ	ن
ٹ	ا	ل	ت	ا	غ	ل	ا	س	م
ی	ب	ل	ا	ب	ٹ	ک	س	ا	ب
ن	ہ	و	ج	ن	ٹ	ہ	ا	ک	ی
س	ز	ل	ی	ب	ک	چ	آ	گ	د
م	ی	و	ح	ر	ر	ف	ر	ا	ب
ی	ن	پ	ث	ن	ک	ح	ت	م	ر

آپ نے حروف ملا کر دس کھیلوں کے نام تلاش کرنے ہیں۔ آپ ان ناموں کو دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں، اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس وقت دس منٹ کا ہے۔ جن کھیلوں کے ناموں کو آپ نے تلاش کرنا ہے وہ یہ ہیں۔

ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، باسکٹ بال، نیزہ بازی، پولو، سنوکر، شطرنج، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس

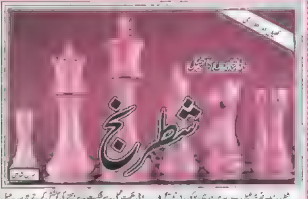

شطرنج ایک قدیم کھیل ہے جو صدیوں سے لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ یہ ایک بہت [illegible] دلچسپ کھیل ہے [illegible] قوت [illegible] شطرنج کا کھیل [illegible] بادشاہوں [illegible] ذاتی قبولیت حاصل کر چکا تھا کہ [illegible] شطرنج کے مقابلوں میں سلطنت بھی داؤ پر لگا دی جاتی تھی [illegible] یہ ایک [illegible] کھیل ہے اور ایک زمانے میں [illegible] بادشاہوں [illegible] شاہی خاندانوں کا پسندیدہ کھیل سمجھا جاتا تھا [illegible] تک لوگ اس کو نوابوں اور بادشاہوں کا کھیل کہہ کر پکارتے ہیں۔

[illegible] حکومت میں تو یہاں تک ہو چکا [illegible] میں بہت [illegible] جال [illegible] جنگ [illegible] شطرنج کھیلنے کا شوق [illegible] شطرنج ایک [illegible] دلچسپ کھیل ہے جس میں [illegible] میدان میں [illegible] مختلف [illegible] ایک دوسرے کے خلاف [illegible] فوجوں کا کام [illegible] بادشاہ [illegible] سے بچانا ہوتا ہے کیونکہ [illegible] بادشاہ [illegible] شکست سمجھی جاتی ہے [illegible] اس مقصد کو حاصل [illegible] میں [illegible] شامل ہوتے ہیں جو اپنی حکمت عملی سے شکست سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کھیل ایک طرح سے پرانے زمانے میں لڑی جانے والی جنگوں سے متاثر ہو کر بنایا گیا ہے۔ جسے کھیلنے والا یہ محسوس کرتا ہے [illegible] گویا میدان جنگ میں کوئی جنگ لڑی جا رہی ہو اور ایک دوسرے کے خلاف صف [illegible] فوجیں مخالف [illegible] حاصل کرنے کے لیے بھرپور حکمت عملی کے ساتھ مصروف عمل ہوں۔

شطرنج کے کھیل میں [illegible] ہوتا ہے جو مخالف [illegible] کی فوج کو اپنی شاطرانہ چالوں سے پسپا کرتا ہوا اس کے بادشاہ کو چاروں طرف سے اس طرح محصور کر دیتا ہے کہ بادشاہ اپنی جگہ سے حرکت کرنے کے قابل ہی نہیں رہتا۔ شطرنج کے کھیل میں مخالف بادشاہ کو مات [illegible] فاتح [illegible] علامت ہوتی ہے جس کے بعد فاتح [illegible] کا فیصلہ ہو جاتا ہے [illegible] پوری فوج [illegible] جائے لیکن بادشاہ [illegible] جائے تو شکست نہیں ہوتی [illegible] شطرنج دو [illegible] کے درمیان کھیلا جانے والا ایسا کھیل ہے جسے شطرنج کی بساط پر کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل کی بساط 8x8 [illegible] ایک لکڑی یا موٹے گتے سے بنے ہوئے چوکور تختے پر مبنی ہوتی ہے جس میں 64 چوکور خانے سفید اور کالے رنگوں میں ترتیب کے ساتھ بنے ہوتے ہیں۔ [illegible] کھیل کا [illegible] پلاسٹک کے بنے ہوئے 16 [illegible] جاتا ہے [illegible]

کھلاڑی کے 16 مہرے کالے [illegible] کھلاڑی کے 16 مہرے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان میں [illegible] بادشاہ [illegible] وزیر [illegible] ہاتھی اور [illegible] پیادے یعنی سپاہی شامل ہوتے ہیں۔ [illegible] جس مہرے [illegible] میں [illegible] سے کام [illegible] یہاں [illegible] طور پر [illegible] کا نام [illegible] جاتا ہے۔

شطرنج [illegible] میں 16 مہرے [illegible] سے بھی پہلے [illegible] کے مطابق شطرنج کا [illegible] میں [illegible] چاہیے چونکہ شطرنج [illegible] بادشاہ [illegible] کی [illegible] مخصوص چال [illegible]

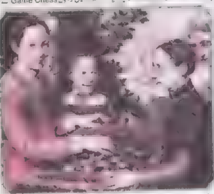

[illegible] ہے اور گھوڑا، ہاتھی اور اونٹ کی چالوں کی بھی اپنی [illegible] کھلاڑی ان تمام مہروں کو حرکت میں لا کر اس کھیل میں حصہ [illegible] [illegible] ماہر کھلاڑی حریف سے جس میں وہی کامیاب رہتا ہے جو اپنی مہارت [illegible] شاطر [illegible] چالیں چل کر [illegible] [illegible] جنگ [illegible] 4 [illegible] 32 [illegible] کھیل [illegible] 16 [illegible] بادشاہ [illegible] وقت خطرے [illegible] میں ہوتا ہے اور مخالف [illegible]

یہ کوشش ہوتی ہے کہ حد مقابل بادشاہ کو اپنے [illegible] جب [illegible] تو بادشاہ کی چال چلنے کے قابل نہیں [illegible] اور یہ کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ کھیل بہت طویل ہو جاتا ہے۔

شطرنج [illegible] جس کا تعلق قدیم ہندوستان سے تھا کے سر باندھا جاتا ہے۔ یورپ میں یہ کھیل 15 ویں صدی کے وسط میں رائج ہوا اور اس قدیم کھیل کو [illegible] Game Chess کے نام سے شہرت حاصل ہوئی [illegible] شطرنج [illegible] اس کھیل [illegible] کی حکمت [illegible] طریقہ [illegible] چالوں میں [illegible] تبدیلیاں [illegible] اس کھیل [illegible]

[illegible] مضبوط [illegible] بھی اس کھیل سے [illegible] استعمال کیا جانے لگا [illegible] شطرنج کھیلنے [illegible] پروگرام اور مشینیں [illegible] جدید شطرنج [illegible] یہاں تک جا پہنچی کہ Deep Blue نام کی ایک مشین نے شطرنج کے مقابلوں میں فتح حاصل کرلے [illegible] Garry Kasparov [illegible] 1997ء میں ہونے والے ایک مقابلے میں شکست [illegible] شطرنج کے کھیل کا روایتی تصور ہی بدل [illegible] میں شطرنج کے مقابلے 16 ویں صدی سے [illegible] جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ شطرنج کے ایک

Wilhelm Steinitz ... 1886ء

[illegible]

... Fast Chess

Chomputer Chess ...

ان اقسام میں بہت فرق پایا جاتا ہے

[illegible]

... 1970ء ... 1970ء ...

[illegible]

... کھیل کے ماہر ستارے ہیں۔ ...

... لودھی جو پاکستان کی جانب سے ...

[illegible]

... مالی ... اور Parco کی جانب سے ... کی وجہ سے محمود لودھی کو Parco کی جانب سے دو ... کھیلوں کا Parco Ambassador بھی مقرر کیا گیا تھا۔

شطرنج کے آٹھ روزہ بین الاقوامی مقابلوں میں مرکزی ... جمہوری ممالک، روس، مڈل ایسٹ اور دیگر ملکوں کے علاوہ باقاعدہ حصہ لیتے ہیں ... مقابلے میں حصہ لینے کے بعد محمود احمد لودھی دبئی اور سربیا میں ہونے والے شطرنج کے مرکزی مقابلوں میں بھی شریک ہوئے۔ پاکستان میں ... اسپورٹس ... آف پاکستان اور پاک عرب ریفائنری کمپنی شطرنج کے بین الاقوامی مقابلوں میں ان کو مالی تعاون ... محمود ... مسلسل ... یکساں کارکردگی کا مظاہرہ کر کے F.de ریٹنگ 2400 تک لے گئے جو شطرنج کی تاریخ میں کسی بھی پاکستانی ... سے ... بہترین کارکردگی ہے۔

یوں تو شطرنج کو پاکستان میں شروع ہی سے مقبولیت حاصل ہے ... پاکستان میں ... کھیلوں ... سمجھے ... والوں کا ایک وسیع حلقہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب شطرنج کے ماہر پاکستانی بہت شوق سے بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں ... مرتبہ یہ مقابلے جیت ... پاکستان کا نام بھی روشن کر چکے ہیں۔ پاکستان میں شطرنج کھیلنے ... ہے ... بین الاقوامی ... جاتا ہے ... شطرنج ... میں ... طریقے سے ... کھیل ... ہے ... مقابلوں میں ... کھیلا جائے تو پھر مسلمہ قوانین کے تحت ہی اس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ... جیسے ... ہے ... بین الاقوامی مقابلوں میں شرکت کی جا سکتی ہے ... انعامات بھی جیتے جا سکتے ہیں۔

☆☆☆

درج ذیل دیے گئے جوابات میں سے درست جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ [illegible] پہلی وحی [illegible] نازل ہوئی تھی؟

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

2۔ نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی طرف سے کس نے تقریر کی تھی؟

حضرت عثمان غنیؓ ▪ حضرت عمر فاروقؓ ▪ حضرت [illegible]

3۔ جنوبیہ کے صحابی کا اصل نام ہے:

حضرت [illegible] ▪ حضرت بلال حبشیؓ ▪ حضرت عیاض [illegible]

4۔ [illegible] عبادات میں [illegible]

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

5۔ [illegible] جلد کی [illegible] کیا [illegible]

[illegible] ▪ Xکی [illegible] ▪ [illegible]

6۔ [illegible] والی چیز کا نام ہے؟

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

7۔ [illegible] کا نام بتائیے [illegible]

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

8۔ شاہ احمد [illegible]

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

9۔ [illegible]

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

10۔ [illegible]

[illegible] ▪ [illegible] ▪ [illegible]

جوابات علمی آزمائش ستمبر 2012ء

1۔ [illegible] 2۔ [illegible] 4۔ [illegible] 5۔ [illegible] 6۔ 15 سال 7۔ 1 منٹ 20 سیکنڈ 8۔ 25 9۔ رقص 10۔ [illegible]

اس ماہ بے شمار ساتھیوں کے درست حل موصول ہوئے۔ ان میں سے [illegible]

▪ محمد [illegible] 200 روپے [illegible]

▪ [illegible] 175 روپے [illegible]

☆ محمد شارق، نوشہرہ (125 روپے کی کتب)

دماغ لڑاؤ سلسلے میں حصہ لینے والے کچھ بچوں کے نام بذریعہ قرعہ اندازی:

محمد [illegible] مسعود [illegible] صدیقی [illegible] ملتان [illegible] محمد محسن علی قادری [illegible] اصغر علی [illegible] عائشہ [illegible] ملتان [illegible] محمد شکیل [illegible] ملتان [illegible] ہاشمی شاہ [illegible] ملتان [illegible] فاطمہ علوی [illegible] محمد [illegible] مری [illegible] ملتان [illegible] محمد ابوبکر صدیقی یوسف [illegible]

[illegible]

نام ____________

مقام ____________

پتا ____________

"سمیر بیٹا! نورے کی کوئی خبر ملی کہ کہاں مر گیا ہے وہ؟" یہ چوہدری خیر الدین تھا، میرا سب سے بڑا دشمن۔ نام تو اس کا خیر الدین تھا، لیکن وہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ حد درجہ ظالم،

سفاک، انسانی زندگی کو ایک چیونٹی کی طرح بے دردی سے مسل دینے والا درندہ۔ اسی لیے تو میں اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا کیوں کہ میری نظروں میں انسانی زندگی کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ دنیا کے تمام ہیرے جواہرات ترازو کے ایک پلڑے میں اور انسانی زندگی دوسرے پلڑے میں رکھ دی جائے تو انسانی زندگی کی قیمت ان تمام ہیرے جواہرات پر بھاری ہوگی جب کہ وہ انسان تو بے حقیقت چیونٹی سے زیادہ قیمت نہ دیتا تھا۔

نورا جس کے متعلق چوہدری اپنے بیٹے سے پوچھ رہا تھا گاؤں کا ایک شریف محنتی انسان تھا۔ نام تو اس کا نذیر احمد تھا، لیکن سب اسے "نورا" کہتے تھے۔

"ابا جان! وہ ابھی کھیتوں سے اپنے گھر کی طرف جا رہا ہے۔" اس کے بڑے بیٹے بدرالدین نے کہا۔

"اسے یہاں بلواؤ! میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" چوہدری نے کہا اور اس کا بیٹا نوکروں کو آوازیں دینے لگا۔ میں جانتا ہوں کہ چوہدری، نورے کو اس کے بیٹے کی پڑھائی بند کرانے کے لیے کہے گا۔ وہ پہلے بھی اس سے یہ بات کہہ چکا ہے۔ لیکن نورا اپنی غربت کا واسطہ دے کر چلا گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کا بیٹا پڑھ کر وکیل بن جائے اور اس طرح ان کی غربت دور ہو جائے اور گاؤں والوں کا بھی کچھ بھلا ہو جائے، لیکن چوہدری بھلا اب کب چاہے گا، وہ تو چاہتا ہے کہ گاؤں والے ان پڑھ ہی رہیں اور یہ گاؤں پر اس کا رعب یوں ہی قائم رہے۔ وہ جانتا ہے کہ تعلیم ایک طاقت ہے، اگر کسی گاؤں والے نے تعلیم حاصل کر لی تو اپنی تعلیم کی وجہ سے اس کے مدمقابل کھڑا ہو جائے گا۔

کچھ دیر بعد نورا چوہدری کے پاس پہنچ گیا، اس نے جھک کر سلام کیا تو چوہدری نے اسے زمین پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ خود بیٹھ کر چارپائی پر بیٹھے کی حالت میں دیتا تھا، انہیں اپنے قدموں میں بٹھاتا تاکہ غریبوں اور چوہدریوں کے فرق کا پتا چل سکے۔ مجھے اس کا یہ فعل بھی پسند نہیں ہے۔ میں ہر بار اسے اس بات سے منع کرنے کی کوشش کرتا ہوں، جب بھی کسی نے ایسا کرنے پر میں چیخ تھا، لیکن وہ میری طرف سے کان بند کر چکا ہے اس نے میری آواز پر بالکل دھیان نہیں دیا اور نورے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تمہارا بیٹا کس جماعت میں پڑھ رہا ہے؟" نورے کو یہ توقع نہیں تھی کہ چوہدری اس طرح شفقت سے یہ بات پوچھے گا، کچھ دیر وہ حیران رہ گیا لیکن پھر حیرت پر قابو پا کر وہ جلدی سے بولا۔

"دسویں جماعت میں چوہدری صاحب!"

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟ میرے منع کرنے کے باوجود تم

[illegible] ہو [illegible] سمجھتے ہو [illegible] آپ [illegible]؟" چوہدری نے درشت لہجے میں کہا۔

"[illegible] چوہدری صاحب! معاف کر دیں چوہدری صاحب! میں گھر کے حالات سے تنگ آ کر اسے پڑھا رہا ہوں اگر وہ وکیل بن گیا تو ہمارے ہی گاؤں کا فائدہ ہو گا چوہدری صاحب!" نورا عاجزی سے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"جو میں نے کہا ہے ویسا کرو ورنہ اگر مجھے اطلاع ملی کہ تمہارا بیٹا پڑھ رہا ہے تو مجھ سے [illegible] کوئی نہیں [illegible] [illegible] [illegible] تمہارے حقیقی [illegible] میں نے سمجھے مخلوں سے [illegible] [illegible] تو [illegible]" چوہدری نے [illegible] ہوئے کہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو ظالم؟ اگر نورے کا بیٹا پڑھ لکھ گیا تو اس میں گاؤں کا ہی فائدہ ہے۔" اب کی بار میں خاموش نہ رہ سکا۔ لیکن چوہدری نے میری بات کی [illegible] بھی نہیں تو [illegible] کر دیا۔ وہ تو بس غصے سے نورے کو گھورے جا رہا تھا جو اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔

"جاؤ اپنی شکل گم کرو اسی میں تمہاری بہتری ہے ورنہ معافی نہیں ملے گی۔" چوہدری دھاڑا اور نورا یوں تیزی سے بھاگ کھڑا ہوا جیسے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] وہاں [illegible] رہا لیکن چوہدری [illegible] [illegible] [illegible] تو مجھے اپنی طرف سے [illegible] [illegible] نظر میں [illegible] میں چاہتا تھا کہ وہ [illegible] رہنا چاہتا ہوں اور چوہدری سے اپنی بات منوانا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ تو میری سنتا ہی نہیں۔

☆...☆...☆

"ابا نورے نے اپنے بیٹے کو راتوں رات شہر میں اپنے [illegible] کے ہاں پڑھنے کے لیے بھجوا دیا ہے تاکہ وہ علم کا ہتھیار لے کر آئے اور یہاں آ کر آپ کا مقابلہ کرے۔" بدرالدین کی اس بات نے تو چوہدری کے تن بدن میں آگ لگا دی۔

"جاؤ! اسے میرے پاس بھجواؤ جلدی۔" چوہدری چلایا۔

[illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] خاموش رہا۔ کچھ دیر بعد نورا ایک بار پھر چوہدری کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ "اسے درخت پر الٹا لٹکا دو۔" چوہدری نے حکم صادر کیا۔ اب کی بار تو میں چیخے بغیر نہ رہ سکا تو جلدی سے چوہدری کے قدموں میں گرنے کے لیے آگے بڑھا۔

"معاف کر دیں چوہدری صاحب!" ابھی اس نے اتنا ہی کہا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

"شروع ہو جاؤ کم بخت رہے! اس کی ہڈی پسلی ایک کر دو [illegible] [illegible] [illegible] نے وہاں پڑا ایک ڈنڈا اٹھایا اور نورے کی پٹائی شروع کر دی۔ [illegible] [illegible] معافی [illegible] رہا تھا اور میں چوہدری کو سرزنش کر رہا تھا لیکن چوہدری کے کان ہم [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] [illegible] گاؤں کا مستقبل برباد کرنا چاہتے ہو۔" میں نے آخری کوشش کی اور اسی لمحے نورا [illegible] [illegible] [illegible] کا اضافہ ہو چکا ہے۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوں۔ [illegible] میں چوہدری کا ضمیر ہوں، میں بھی نورے کی آخری ہچکی کے ساتھ ہی مر گیا ہوں۔

[illegible] 2011 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... سگنل کا [illegible]
... پھینکا ... بعد ... طرف کو مڑا ... گردش تیز ہوگئی۔ سنتری نے ابھی چلنے کے لیے پہلا قدم ہی اٹھایا تھا کہ اچانک کوند الیکا راجہ اپنی جگہ سے اچھلا جیسے زمین نے اسے زور سے اچھال دیا ہو۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ سنتری کی پشت ... ہاتھ ... میں ہاتھ ... [illegible] ... جیب سے چابی نکال کر ... سے بند کر دیا۔ گھپ اندھیرے میں ... نے پنسل ٹارچ جلائی اور جیب سے پنسل بم نکال کر ... کا ٹائم فکس کر کے ... کے درمیان چھپا کر دروازہ ... کھسکتا ہوا واپس چل گیا۔ اپنے کیمپ میں پہنچ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس سارے مشن پر ... وقت لگا ... گرد جمع ہو گئے۔ راجہ نے انہیں ساری بات بتا دی۔ اب دھماکے ... باقی رہ گئے تھے۔ سب کی نظریں گھڑیوں کے ... [illegible] ... فضا میں بکھر گئے ... تو دھماکوں کو نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ جوشِ مسرت سے راجہ کا چہرہ گلنار ... [illegible] ... ناممکن و ... محال تھا۔ ... بعد بھارتی فوج کی کمر ٹوٹ گئی تھی اور بھارتی فوج ... اگلے دن بھارتی چوکیوں پر ترنگے کی بجائے ... پرچم لہرا رہے تھے۔ راجہ کی خدمات کو اعلیٰ سطح پر سراہا ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم ... کا سب سے

بڑا عزاز اس کا انتظار کر رہا تھا۔

(دوسرا انعام: 175 روپے کی کتب)

پانی

[illegible]

گدری مرغی اپنے دو بچوں کے ساتھ شیشم کے گھنے درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ اچانک ایک سبز رنگ کی چڑیا وہاں آئی

اور بولی: "بی بی جی! مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ مہربانی کر کے مجھے پانی دے دیں۔ آج مجھے سخت پیاس میں پانی کہیں سے بھی نہیں مل رہا۔"

"کیا دیکھ نہیں رہی ہو میرے بچے پانی پی رہے ہیں، اگر تم نے سارا پانی پی لیا تو میرے بچے کیا پئیں گے۔" مرغی نے حقارت سے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"بی بی جی! یہ پانی تو کافی زیادہ ہے، میں نے کون سا سارا پینا ہے۔ خدا کے لیے پینے دیں... پیاس سے میرا گلا خشک ہو رہا ہے۔" ننھی چڑیا نے کہا۔

"چل... دفع ہو جا... ایک دفعہ کہا ہے کہ میں پانی نہیں دے سکتی۔" گدری مرغی نے غصے سے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

گرمی زوروں کی پڑ رہی تھی۔ جانور پانی کو ترس گئے تھے کیوں کہ گرمی کی وجہ سے دریا اور تالاب خشک ہو چکے تھے۔ ننھی چڑیا مایوس ہو کر ایک طرف ہو گئی۔ پھر وہ پانی تلاش کرنے لگی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی کہ پہاڑوں پر جا کر دیکھنا چاہیے۔ اب تو اس سے اڑنا بھی محال ہو رہا تھا۔ اچانک اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ایک درخت کے نیچے پانی کا ایک کٹورا پڑا تھا۔ ننھی چڑیا نے وہاں سے جی بھر کے پانی پیا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

☆ ☆ ☆

ادھر جب گدری مرغی کا سرخ رنگ کا چوزہ پانی پینے لگا تو اس سے پانی کا برتن الٹ گیا جس سے سارا پانی ضائع ہو گیا۔ اب تو مرغی بہت پریشان ہوئی۔ اس نے سوچا کہ خدا نے اس سے بدلہ لے لیا ہے کیوں کہ اس نے ننھی چڑیا کو پانی نہیں پینے دیا تھا۔ پھر وہ بھی چڑیا کی طرح پانی کی تلاش میں نکل پڑی۔ پھر وہ اسی کٹورے کے پاس پہنچی جہاں ننھی چڑیا بیٹھی تھی۔ مرغی نے شرمندگی سے کہا:

"ننھی چڑیا! مجھے معاف کر دو، میں اپنی غلطی پر نادم ہوں۔ میرے بچے پیاس سے مر جائیں گے۔ مجھے پانی چاہیے۔" مرغی ندامت سے کہہ رہی تھی۔

ننھی چڑیا نے کہا: "آپ ضرور پانی پئیں۔ یہ تو سب کا سانجھا ہے۔ ہمیں جب اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو ہمیں غرور و تکبر نہیں کرنا چاہیے۔"

گدری مرغی اپنے کیے پر بہت شرمندہ تھی۔ اس نے آئندہ ایسا کرنے سے توبہ کر لی تھی۔

پھر طوطا اڑتا ہوا آیا، اس نے پانی طلب کیا تو گدری مرغی نے فراخدلی سے کہا: "یہ پانی... جتنا چاہے سارا پی لو۔"

ننھی چڑیا یہ سن کر بے حد خوش ہوئی۔

(تیسرا انعام: 125 روپے کی کتب)

☆ ☆ ☆

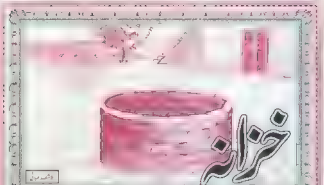

میاں چنوں ہمارا آبائی گاؤں ہے جو ملتان سے صرف 50 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہمارے نانا ابو اور نانی اماں وہاں رہائش پذیر تھے۔ وہ ہم سے بہت محبت کرتے تھے۔ میاں چنوں میں آموں اور بیروں کے بہت سے باغات تھے۔ ان باغات کے ارد گرد کھیت تھے۔ گاؤں سے ایک نہر بھی گزرتی تھی جس میں کبھی کبھار نہانے کا موقع بھی مل جاتا تھا۔

ایک دن جب ہمیں پتہ چلا کہ ہم میاں چنوں جا رہے ہیں تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس موقع پر میرے چھوٹے بھائی نے کہا: "بھیا! وہاں جا کر خوب کھیلیں گے اور ہم نہر میں بھی نہائیں گے۔"

گھر سے بس میں سفر کرتے ہوئے چار گھنٹے میں ہم میاں چنوں پہنچ گئے۔ نانا جان ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور نانی اماں نے ہم دونوں بھائیوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ... اور گھر کا ... شام ہو گئی اور نانا جان مسجد میں چلے گئے۔ ہم دونوں بھائی گھر سے باہر آ گئے تاکہ نئے دوستوں سے مل سکیں۔

نانا جان کے گھر میں ایک پرانا کنواں تھا۔ یہ گھر بہت قدیم تھا اور پاکستان بننے سے پہلے یہاں ہندو رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی آبی ضروریات کے لیے یہ کنواں کھدوایا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد وہ سب تو ترکِ وطن کر کے بھارت چلے گئے اور یہ کنواں ویران ہو گیا۔ جب میرے نانا نے یہ گھر خریدا تو کنویں میں پانی موجود تھا لیکن بہت گہرا تھا۔ میں اور عاصم جب بچپن میں نانا ابو کے گھر جاتے تو اس کنویں کے ارد گرد کھیلتے تھے۔ یہ کنواں زیادہ گہرا نہ تھا۔ کنواں اتنا گہرا تھا کہ اگر ایک درمیانے قد کا آدمی اس میں سیدھا کھڑا ہو جاتا تو اس کے سر اور کندھے باہر نظر آتے تھے۔

رفتہ رفتہ گھر والوں نے گھر کا کوڑا کرکٹ اس کنویں میں ڈالنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے کنویں میں سے ہر وقت بدبو آتی رہتی تھی۔ اس بدبو کا علاج یہ نکالا گیا کہ ... جلا دی جاتی۔ اگرچہ ہم اس کنویں کے ارد گرد کھیلتے تھے، لیکن ہمیں اس سے بہت خوف آتا تھا۔ ارد گرد کے گھر والوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اس کنویں میں جن رہتے ہیں جو بچوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ رات کو ہم کبھی کنویں کے نزدیک نہ گئے تھے۔

میاں چنوں میں دو دن تو رشتہ داروں سے ملنے ملانے اور گھومنے پھرنے میں ہی گزر گئے۔ تیسرے دن ہماری نانی اماں نے ہم سے کہا کہ اے لڑکو! یہ کنواں اٹا ہوا ہے۔ تم جوان اور صحت مند ہو، اس کی کھدائی ہی کر دو۔

دراصل یہ گھر بہت وسیع و عریض تھا۔ ایک جانب کمرے تھے

[illegible] تھا [illegible] میں نانی اماں [illegible] بھی [illegible] اس [illegible] فصل [illegible] ہوئی تھی۔ [illegible] تھے [illegible] کاموں میں مصروف رہتے اور شام ڈھلے گھر آتے تھے۔ اسی وجہ سے ان سبزیوں کی دیکھ بھال [illegible] تھی [illegible] بونے لگے ہوئے تھے اور نانی اماں ہم سے کہہ رہی تھیں کہ ان کیاریوں کی گوڈی کر دو تاکہ بعد میں ان کو پانی دیا جا سکے۔

چنانچہ میں اور عاصم گوڈی کرنے میں جت گئے۔ اس کام کے دوران عاصم نے مشورہ دیا کہ اگر پرانے کنویں میں موجود مٹی ان [illegible] بہت اچھی [illegible] نانا [illegible] عاصم بتانے [illegible] کنویں [illegible]

نانا جان [illegible] ہے۔ مجھے تو فرصت نہیں تم خود ہی اس کام کو کرو۔ [illegible] موجود ہے۔ کل کنویں سے مٹی جمع کر کے کیاریوں میں ڈال دینا۔"

چنانچہ نانا جان سے اجازت ملنے کے بعد ہم مطمئن ہو گئے۔

اگلے [illegible] کنویں میں [illegible] مٹی [illegible] شروع [illegible]

[illegible] اور میں نے کیاریوں میں بکھیر [illegible] گھنٹے گزر گئے۔ ہم دونوں پسینے میں شرابور ہو چکے تھے۔ اب کنویں [illegible] اور نیچے موجود بھی ہوئی تھوڑی سی مٹی نظر آ رہی تھی۔ اسی دوران ہم نے یہ طے کیا کہ یہ مٹی بھی زرخیز ہے لہٰذا اسے بھی نکال لینا چاہیے۔ اس [illegible]

[illegible]

ہم صحیح معنوں میں بھوت دکھائی دے رہے تھے۔

آخرکار ہماری محنت رنگ لائی اور تختی کا ایک کونا زمین سے باہر نکل آیا [illegible] لکڑی کا [illegible] چھوٹا سا صندوق تھا جو زمین میں دفن کیا گیا تھا۔

میں اور عاصم حیران تھے کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا [illegible] صندوق [illegible] قریب ایک لوہے کی مضبوط چادر سے بنا ہوا صندوق تھا جس کی [illegible] اور چوڑائی ڈیڑھ فٹ تھی۔ اس صندوق پر ایک منڈر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ صندوق کی کنڈی میں ایک بوسیدہ تالا لگا ہوا تھا۔ ہم [illegible] صندوق [illegible]

اسی دوران ہماری نانی اماں باورچی خانے سے بولیں۔ "[illegible]"

نانی اماں کی آواز سنتے ہی ہم دونوں [illegible] صندوق [illegible] نانی اماں [illegible] تھیں۔ ان کی ہدایت پر ہم نے منہ ہاتھ دھویا اور کھانا کھانے کے لیے برآمدے میں آ گئے۔ نانی اماں نے ایک پیالی میں سالن اور دوسری پیالی میں گھی اور شکر لا کر ہمارے سامنے رکھ دیا اس کے ساتھ تندوری روٹیاں اور نمکین لسی بھی تھی۔ ہم صبح سے کام کر کے تھکے ہوئے تھے اس لیے ڈٹ کر کھانا کھایا اور برآمدے میں بچھی ہوئی چٹائی پر ہی قیلولے کے لیے لیٹ گئے۔

ہم [illegible] تھے لیکن [illegible] ہماری [illegible] تھی۔ ہمیں معلوم [illegible] صندوق [illegible] میں کیا ہے؟ [illegible] جان"

گئے جن کے ساتھ روز مرہ کی طرح معمول کی باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دوران میں نے عاصم کو سختی سے منع کر دیا کہ کسی سے اس صندوق کی بات نہ کرے۔

[illegible] صندوق [illegible] کا [illegible] صندوق [illegible] صندوق کو [illegible]

"[illegible] صندوق میں [illegible]؟" عاصم [illegible] مجھ سے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ [illegible]"

[illegible] صندوق [illegible] صندوق کا تالا کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ جب ہم نے صندوق کا ڈھکن کھولا تو ہمیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

صندوق میں بوسیدہ جوتے، ایک زنگ آلود چاقو اور تین مٹی کے دیئے تھے۔ ہم نے ان چیزوں کو باہر نکالا اور صندوق کا نچلا خانہ کھولا۔ اسے کھولتے ہی ہمیں حیرت کا ایک اور شدید جھٹکا لگا۔

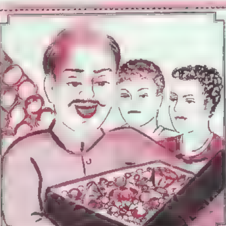

پچھلے جا [illegible] میں سونے اور چاندی کے بیش قیمت زیورات تھے۔ ہم دونوں بھائی حیران و پریشان ہو کر ان زیورات کو دیکھ رہے تھے۔

"اب کیا کریں؟" عاصم نے پوچھا۔

"مجھے کیا پتہ!" میں نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر ہم دونوں بھائی اسی طرح صندوق کے بارے میں باتیں کرتے رہے پھر ہم دونوں نے ایک فیصلہ کیا اور صندوق کو چھت پر موجود کونے میں لکڑیوں کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا۔ فیصلہ کرنے کے بعد ہم دونوں مطمئن ہو گئے۔ وہ [illegible] ہم نے بہت بےچینی سے گزاری۔ اگلے دن جب نانا ابو صبح کی نماز کے بعد سیر کر کے واپس آئے تو ہم دونوں بھائی اُن کے پاس گئے اور انہیں ساری بات بتا دی۔

نانا جان یہ سن کر بولے۔

"تم نے بہت اچھا کیا جو [illegible] مجھے [illegible] بچوں میں [illegible] صلاحیت [illegible] ہونی چاہیے کہ وہ بڑوں سے ہر بارے میں مشورہ کر لیں۔"

اس کے بعد نانا جی ہمارے ساتھ چھت پر گئے اور صندوق کو [illegible] قیمتی زیورات [illegible] نانا جان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انہوں نے وہ سارے زیورات صندوق سے نکالے انہیں ایک کپڑے میں باندھا اور گاؤں کے امام مسجد مولانا قطب الدین صاحب کے پاس لے گئے۔ اور انہیں سارا واقعہ بتایا۔ مولانا قطب الدین نے گاؤں کے بڑے بوڑھوں پر مشتمل ایک [illegible] مشورہ [illegible] ان زیورات [illegible] گاؤں [illegible]

[illegible] پچھلے [illegible] تھے۔ [illegible] ایک بوڑھے کسان نے بتایا کہ اس مکان میں پاکستان بننے سے پہلے ایک ہندو لالہ پریم پرشاد رہتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے خود ہی یہ [illegible] چھپایا [illegible] بھارت سے آ کر نکال لے گا، لیکن بعد ازاں شاید اسے اس کا موقع نہ مل سکا۔ بہر حال گاؤں کے لوگوں کے مشورے سے یہ بات طے پائی کہ چونکہ گاؤں میں کوئی ڈسپنسری نہیں ہے اس وجہ سے بیماروں کو شہر کے بڑے ہسپتال میں لے جانا پڑتا ہے۔ لہٰذا ان سارے زیورات کو بیچ کر ان سے حاصل ہونے والی رقم سے گاؤں میں ڈسپنسری بنائی جائے گی۔

چنانچہ [illegible] الحمد للہ [illegible] گاؤں میں [illegible] مجھے اور [illegible] نیک کام پایۂ تکمیل تک پہنچ چکا تھا۔ ☆☆☆

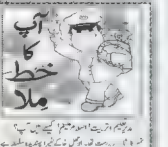

مدیر تعلیم وتربیت! السلام علیکم! کیسے ہیں آپ؟

ستمبر کا شمارہ زبردست تھا۔ اونٹ خاں کے نمبر ا پسندیدہ سلسلہ ہے اسے جاری رکھیے گا۔ (محمد احمد خان، جھنگ)

نوٹ ... مہینے سے آخری ... وہ کون تھا؟ اور عید کہانیاں عمدہ تھیں۔ (عائشہ مجید، لاہور)

معلومات ... چٹ پٹے لطائف اور خوب صورت سرورق سے سجا "تعلیم وتربیت" میں نارنگ کو ملا تو ... پیارے اللہ کے پیارے نام بہت اچھا سلسلہ ہے۔ (عائشہ ... لاہور)

... عید بہترین کہانیاں تھیں۔ کیا سلسلہ میری مدد کیجئے تماشہ ختم کر دیا گیا ہے؟ (محمد ذیشان میر، گوجرانوالہ)

☆ یہ سلسلہ ختم نہیں کیا گیا، اس مرتبہ یہ سلسلہ شامل اشاعت ہے۔

ستمبر کا شمارہ لاجواب تھا۔ گدھا نامہ، فالتو چوزے، لوٹ لو اور عید بہترین تحریریں تھیں۔ نیا سلسلہ "پیارے اللہ کے پیارے نام" بہت پسند آیا۔ (محمد مسعود احمد کمال دین، کالا خورد)

انکل! آپ سرورق پر قدرتی مناظر کی تصاویر بھی دیا کریں۔ (... رضا، راولپنڈی)

چچا تیز گام کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ستمبر کا شمارہ مجموعی طور پر عمدہ تھا۔ (علی شہروز، فیصل آباد)

☆ چچا تیز گام ذہنی تیزی کے باعث تھک گئے ہیں، جلد وہ ان شاء اللہ چچا آپ کے درمیان موجود ہوں گے۔

نوٹ لو، عید ... وہ کون تھا؟ اچھی کہانیاں تھیں۔ بادل کالے بادل اور بھولا بھالا سلیم بہت عمدہ نظمیں تھیں۔ ... پانچ ناول ہے۔ (حسن رضا سردار، کاموکی)

ستمبر کے شمارے میں شیرا، وہ کون تھا؟ فالتو چوزے، لوٹ لو اور عید کہانیاں پسند آئیں۔ (عبدالمغنی، ... خان)

ہمارے گھر میں سبھی "تعلیم وتربیت" شوق سے پڑھتے ہیں۔ سونو کا بچہ، وہ کون تھا؟، مہینے کے آخری دن اور لوٹ لو بہترین کہانیاں تھیں۔ (حارث تنویر، لاہور)

ستمبر کے شمارے کا سرورق بہت زبردست تھا۔ کھوج لگایئے، کھیل دل مست کا ہمارے پسندیدہ سلسلے ہیں انھیں جاری رکھیے گا۔ (ماہ نور عثمانی، زین عثمان، کراچی)

☆ یہ سلسلے جاری رہیں گے۔

وہ کون تھا؟ اچھی کہانی تھی۔ (طیبہ عظیم، لاہور)

"تعلیم وتربیت" میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔ ستمبر کے شمارے میں تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ (عمر عباس، گجرات)

ستمبر کے شمارے کا سرورق کچھ خاص ... تھا اور بیا فکر انگیز تھا۔ آپ ... بچوں کی ... کے لیے کتنا سلسلہ ہے بیٹھ ... کے اعتبار سے منفرد انداز ہے۔ (محمد ... رشید، ...)

لوٹ لو، شیرا اور فالتو چوزے کہانیاں پسند آئیں۔ (محمد وحید، راولپنڈی)

شیرا ... گھر میں رہنے والی کہانی تھی۔ عقل مند ... اور تعلیم ... پر مضامین عمدہ تھے۔ (مسعود عمران، ...)

آپ شیرا ... والوں کا ... شائع کرتے ہیں یہ اچھی بات نہیں۔ (... لاہور)

☆ آپ نے شاید اب ہمارا رسالہ نہیں دیکھا، جولائی 2012ء کے شمارے سے یہ اشتہار اب شائع نہیں ہو رہا۔

ستمبر کا شمارہ ہمیشہ کی طرح عمدہ تھا۔ (محمد ذیشان اقبال، پشاور)

شیرا، مہینے کے آخری دن، فالتو چوزے، لوٹ لو اور عید اچھی کہانیاں تھیں۔ (اردو مظہر بیگ، گجرات)

لوٹ لو بہترین تحریر تھی۔ (... ہیم ...)

"پیارے اللہ کے پیارے نام" اچھا سلسلہ ہے۔ (تحریم فاطمہ، ملتان)

لوٹ لو، گدھا نامہ اور شیرا کہانیاں پسند آئیں۔ (محمد ... جھنگ صدر)

معلومات عامہ، مختصر مختصر کھوج لگائیے، باغوں اور بچوں کا نسابکلو پیڈیا سلسلے بہترین ہیں۔ (عاصم جمیل، اسلام آباد)

ستمبر کا شمارہ حسبِ معمول عمدہ کہانیوں سے سجا ہوا تھا۔

(رخسار خان، پشاور)

انکل! میں ایک کہانی بھیج رہی ہوں سے ضرور شائع کیجیے گا۔

[illegible]

☆ کہانی معیاری ہوئی تو ضرور شائع کی جائے گی۔

ستمبر کا "تعلیم و تربیت" [illegible] تصویروں، بامقصد کہانیوں، دل چسپ نظموں، معلوماتی مضامین سے مزین مالتوں سے پڑھ کر خوش ہو گیا۔ "انوکھی دنیا" عمدہ ناول ہے۔

(محمد محسن علی قادری، کاموکی)

ستمبر کے شمارے میں [illegible]

☆ تازہ شمارے میں خط شاملِ اشاعت ہے۔

تعلیم و تربیت [illegible] ستمبر کے شمارے میں شائع ہونے والی تمام کہانیاں اچھی تھیں [illegible] میں آپ سے ناراض ہوں کیوں کہ آپ میرا خط شائع نہیں [illegible] پڑھتا رہوں گا۔ (حافظ صدیق، لکی مروت)

☆ اب تو آپ ناراض نہیں۔

ستمبر کا شمارہ اچھا تھا۔ سرورق نے دل موہ لیا۔

(عاطف ادریس، میاں چنوں)

آپ نے [illegible] بہت اچھی کی ہے۔ میں آپ سے اس عمل سے بہت خوش ہوں [illegible] تعلیم و تربیت پڑھنے سے [illegible] اچھی ہوتی ہے۔

([illegible])

ستمبر کے شمارے کی تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ (شاہ جمال، [illegible])

"پیارے اللہ کے پیارے نام" کے عنوان سے آپ نے جو سلسلہ شروع کیا ہے، اس پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

([illegible])

[illegible] کہانیاں سب پسند آئیں۔ (اکبر علی، لاہور)

ستمبر کے شمارے [illegible] اچھی تھی [illegible] فاتو چوزے، لوٹ بو اور گدھا نامہ کہانیاں اچھی تھیں۔ بچوں کا انسائیکلو پیڈیا عمدہ سلسلہ ہے۔ (محمد مبشر [illegible] اسماعیل خان)

پیارے اللہ کے پیارے نام، لوٹ بو وہ کون تھا؟ اور قائداعظم اور بچے تحریریں اچھی تھیں۔ (عائشہ رضا، کراچی)

ستمبر کا شمارہ لاجواب تھا۔ فاتو چوزے، لوٹ بو اور گدھا نامہ کہانیاں اچھی لگیں۔ ([illegible])

انکل! میں نے اپنے مدرسے میں "تعلیم و تربیت" کے چار قارئین بنائے ہیں۔ (محمد [illegible]، فیصل آباد)

☆ شاباش، اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیکی کا اجر دے گا۔

"درسِ قرآن و حدیث" ہر مرتبہ کی طرح بہترین تھا۔

(عفان عثمان، شیخوپورہ)

"انوکھی دنیا" میرا پسندیدہ ناول ہے۔ اس کے کچھ صفحات بڑھا [illegible] (محمد شہزاد حیدر، [illegible])

"تعلیم و تربیت" ہمارے گھر میں تیس سال سے آ رہا ہے۔ اس کی تحریروں کا معیار بہت عمدہ ہے۔ (اسد ندیم، بھکر)

کیا چچا تیز گام کی کہانیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے؟

(ریحانہ عباس، ملتان)

☆ یہ سلسلہ ختم نہیں کیا گیا۔ چچا تیز گام دو تین ماہ کی رخصت پر گئے ہیں۔ امید ہے کہ چچا اگلے ماہ تک آ جائیں گے۔

آپ [illegible] بچوں کے تعارف پر بھی ایک سلسلے کا آغاز کریں۔ یوں باصلاحیت بچوں کی حوصلہ افزائی ہو گی [illegible] (تحسین گل، [illegible])

آپ نے سلسلہ [illegible] کب شروع کیا جا رہا ہے؟ (حامد نسیم، [illegible] آباد)

☆ اس سلسلے کے بارے میں ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکا کہ کب اس کا آغاز ہو گا۔

"آپ کا خط ملا" کے صفحات بڑھا دیں۔

(محسن رضا آفتاب، ہالا وشریف)

ستمبر کے شمارے کا سرورق عمدہ تھا۔ تمام کہانیاں بہترین تھیں۔

([illegible])

[illegible] ([illegible])

"کیا آپ جمیل صاحب بات کر رہے ہیں؟"

"جی ہاں، میں جمیل ہی بول رہا ہوں، آپ کون ہیں؟" جمیل نے پوچھا۔

"میں تھانے دار بات کر رہا ہوں۔"

"جی فرمائیے۔"

"آپ کا بیٹا عمر اور اس کا دوست جواد اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ عمر کی زبانی مجھے ساری بات کا علم ہو گیا ہے، جبکہ راجو کے ساتھی قانون کی گرفت میں ہیں۔ آپ تھانے آ جائیے اور اپنے بیٹے کو لے جائیے۔" انسپکٹر ڈاکر کی بات سن کر جمیل نے بے اختیار کہا۔

"آپ جو کہہ رہے ہیں کیا وہ سچ ہے؟"

"جی، میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سو فیصد سچ ہے۔"

"میں ابھی تھانے پہنچ رہا ہوں۔" جمیل نے کہا۔

کچھ دیر بعد جمیل تھانے کی طرف چل پڑا۔ اس نے جواد کے والد کو بھی ساری بات بتا دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سبھی لوگ تھانے میں موجود تھے۔

"میں آپ کو سیلوٹ کرتا ہوں، آپ جیسے لوگ ہی ہمارے وطن کا مان ہیں۔ آپ نے راجو کے خلاف گواہی دے کر حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ ہم جگو کے ذریعے بہت جلد راجو کو بھی گرفتار کر لیں گے۔ آپ کو اب بہت ہوشیاری سے رہنا ہو گا کیوں کہ جگو کے پکڑے جانے کے بعد راجو کچھ بھی کر سکتا ہے۔" انسپکٹر ڈاکر نے جمیل کو مخاطب کیا۔

"میں نے جو کچھ کیا ہے اپنے ضمیر کی آواز پر کیا ہے، راجو جیسے لوگ ہی ہمارے ملک کو کمزور کرنے کا باعث بنتے ہیں، ایسے لوگوں کو بے نقاب کرنا ہم سب کا فرض ہے۔"

جمیل کی بات سن کر عمر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"پاپا! مجھے آپ پر ناز ہے۔"

پھر سب لوگ گھر آ گئے۔ امی بہت خوش تھیں۔ عائشہ اپنے بھائی عمر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئی تھی۔ سب نے اس مصیبت سے جان چھوٹنے پر شکرانے کے نوافل ادا کیے۔ ان کے گھر ملنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ سب عمر اور اس کے پاپا کو مبارک باد دینے آئے تھے۔ تو دوسری طرف عمر اپنے پاپا کے ساتھ سپاہی نواز کے گھر گئے۔ یہ وہی فرض شناس سپاہی تھا جس نے اپنی جان پر کھیل کر عمر اور جواد کو جگو کا تعاقب کر کے رہائی دلائی تھی۔ ... بات تھی۔ نواز ... پاس ... تھا۔ ... گزری تو نواز رضا نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ کار کو اس وقت جگو چلا رہا تھا ... طرف ... رفتار بہت تیز ... کچھ اپنی موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور جگو کا تعاقب کرنے لگا ... جلد ... پہنچ گیا ... تھا۔ رات ہونے کے باعث ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ پل

کے قریب جا کر جگو نے [illegible] فائرنگ شروع [illegible] فائرنگ سے [illegible] جگہ کا نقشہ تب [illegible] پہلے سے قریب [illegible] بیٹ کھٹنے سے [illegible] ہو گئی تھی [illegible] عمر اور جواد [illegible] ہوتے ہوئے جھنڈوں میں گھس گئے تھے۔ جگو نے خطرہ بھانپ [illegible] بھاگنے کی کوشش [illegible] مگر [illegible] تب تک اسے اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔

"بچو! باہر آ جاؤ اب تم خطرے سے باہر ہو۔" نواز رضا نے عمر اور جواد [illegible] تھی۔ وہ جان گیا [illegible] دونوں کی [illegible] میں تھے۔ کچھ دیر بعد دونوں سہمے ہوئے نواز رضا کے سامنے موجود تھے۔ جگو [illegible] نواز رضا [illegible] سے آزاد [illegible] کوشش [illegible] تھی [illegible] میں کامیاب [illegible] پولیس [illegible] ہو گئی تھی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا۔" جگو نے نواز رضا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"چلو بیٹھو پولیس وین میں۔" نواز رضا بولا۔

"میں تم سب کو دیکھ لوں گا۔" جگو دھمکیوں پر اتر آیا تھا۔

"ہاں ہاں [illegible] دیکھ لینا [illegible] چلو بیٹھو وین میں۔" اس بار نواز رضا کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

نواز رضا، عمر اور اس کے پاپا کو اپنے گھر دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔ وہ جس کمرے میں بیٹھے تھے اس کی ایک دیوار پر [illegible] وردی میں ملبوس ایک [illegible] تصویر [illegible] تھی۔ عمر نے جب تصویر کی طرف دیکھا تو نواز رضا نے کہا۔

"یہ میرے والد کی تصویر ہے۔ یہ پندرہ سال پہلے ایک بم دھماکے میں شہید ہو گئے تھے۔ وہ [illegible] مسجد [illegible] اپنی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ [illegible] ایک شخص [illegible] تو وہ جونہی اس کی تلاشی لینے لگے اس خودکش بمبار نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔ اس دھماکے میں میرے والد سمیت 30 افراد شہید ہوئے تھے۔ اپنے والد کی جگہ [illegible] مجھے پولیس میں ملازمت ملی ہے۔ میں اپنے والد کے مشن کو جاری رکھوں گا۔"

عمر اور اس کے پاپا نے دیکھا کہ یہ کہتے ہوئے فرطِ جذبات سے نواز رضا کی آنکھوں میں نمی تیر گئی تھی۔

☆

رات کے وقت عمر اپنے کمرے میں تھا تو ڈولی شیلف سے اتر کر اس کے سامنے آ گئی تھی۔ عائشہ نے عمر کو پہلے ہی بتا دیا تھا۔ عمر اور جواد کے اغوا ہونے کے بعد رانی اور روشنی کے ساتھ مل کر ڈولی [illegible] وہاں [illegible] گئی تھی جہاں جگو [illegible] کو قید کر رکھا تھا۔ عمر نے ڈولی کو مخاطب کیا۔

"ڈولی شکریہ [illegible] بہت بہت شکریہ"

"اس میں شکریہ [illegible] کی [illegible] بات [illegible] تمہیں [illegible] رانی اور روشنی کا [illegible] چاہیے جن [illegible] عائشہ [illegible] مجھے بتایا تھا کہ تم اور جواد کہاں قید ہو۔"

"رانی اور روشنی کیا یہاں آ سکتی ہیں؟"

"بالکل آ سکتی ہیں، تم کہو تو میں انہیں ابھی بلا لاتی ہوں۔"

"اب تو بہت رات ہو گئی ہے، کیا اس وقت تمہارے لیے باہر جانا ممکن ہو گا؟" عمر نے پوچھا

"ہاں میں باہر جا سکتی ہوں، میں تھوڑی دیر میں واپس آ [illegible] میں [illegible] بعد [illegible] چلی [illegible] جلد [illegible] تو روشنی اور رانی [illegible] ساتھ تھیں۔

"عمر تمہیں [illegible] مبارک ہو" روشنی نے عمر کو [illegible] کی مبارک [illegible] میں [illegible] کا بے حد شکر گزار ہوں کہ تم نے ڈولی کو میرے اور جواد کے بارے میں بتایا تھا، تم دونوں کی حالت بہت خراب ہے، میں ایک جلد ساز سے تمہاری جلد تبدیل کروا دوں گا۔ میں تمہاری حالت بدل دوں گا" عمر [illegible] تھا [illegible] گلی سے فائرنگ کی آواز سنائی دی تھی۔ عمر نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے [illegible] جھانکا تو [illegible] تھے۔ وہ ان آدمیوں کو جگو کے اڈے پر پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ دونوں مسلسل [illegible] فائرنگ [illegible] میں مصروف تھے۔ عمر سمجھ گیا تھا کہ یہ راجو کے بندے ہیں اور وہ اس کے پاپا کو ہراساں کرنے

سے ۔۔۔ میل ۔۔۔ کی ۔۔۔ پہلے ۔۔۔ سے ۔۔۔ صورت حال ۔۔۔ لگا دیا ۔۔۔ بل کے گھر سے باہر ۔۔۔ گئے

پہلے ۔۔۔ تو ۔۔۔ جو ۔۔۔ باہر گلی میں ہوائی فائرنگ کر کے گئے تھے ۔۔۔ پولیس کی موجودگی کے باوجود وہ جمیل کے گھر ۔۔۔ کا نشانہ بنا ۔۔۔ سب گھر والے خوف میں مبتلا تھے۔ ۔۔۔ گھر سے نکلتے ہوئے خوف محسوس ہوتا تھا۔ ۔۔۔ چپ چاپ ۔۔۔ بیٹھ گئے تھے۔ وہ ۔۔۔ گھر ۔۔۔ پریشان کے باعث گھر ۔۔۔ اور پریشان تھیں ۔۔۔ پریشان تھیں۔

ہمیں ۔۔۔ گھر والوں ۔۔۔ پریشانی سے نجات دلانے کے لیے ۔۔۔ وہاں ۔۔۔ سے مخاطب ہو تھا۔

ہم کن حالات میں ۔۔۔ ہیں؟ اس نے پوچھا۔

"ہمیں رانی اور روشنی سے رابطہ رکھنا ہوگا، ان کے ذریعے ہم ماجو تک پہنچ سکتی ہیں۔" سونی کی بات ڈولی کے دل کو لگی تھی۔ وہ کچھ سوچ کر بولی۔

"تم دونوں یہاں رہو اور میں روشنی اور رانی کے ساتھ جگو کے اڈے پر رہوں گی۔۔۔"

"وہاں تو آپ کی جان کو خطرہ ہو گا۔" ۔۔۔ بات ۔۔۔ رہی تھی۔

"ایسے کاموں میں جان کا خطرہ تو ہوتا ہی ہے، ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ میں روشنی اور رانی کے پاس ۔۔۔ خاموشی ۔۔۔ باہر چلی گئی۔ رات ہونے والی ۔۔۔ کلیو ۔۔۔ پہنچ ۔۔۔ تھا۔ ۔۔۔ سے بچتی ہوئی جگو کے اڈے تک پہنچنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ روشنی اور رانی ۔۔۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ۔۔۔ انہیں اس کے آنے کا مقصد معلوم ہوا تو ۔۔۔ سے یقین ۔۔۔ ممکن ۔۔۔ بات کی حیرت تھی۔ جگو کے اڈے پر روشنی اور رانی کس طرح موجود تھیں۔ ڈولی نے جب اس بارے میں سوال کیا تو رانی نے اسے حیرت ۔۔۔ ہوئے کہا۔

"ہمیں یہاں لانے والا ریاض ہے۔"

"کون ریاض؟" ڈولی نے سوال کیا۔

"وہی ریاض جسے آج سب لوگ ماجو کے نام سے جانتے ہیں۔"

کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔" رانی بولی۔

۔۔۔ ریاض کے بارے میں ۔۔۔ بتایا۔ ۔۔۔ کے لیے اگلی قسط پڑھیے

☆☆☆

[illegible] کا [illegible] ایڈیٹر صاحب مختلف [illegible]

لکھنے [illegible] [illegible]

[illegible] اس کہانی کی [illegible]

[illegible] کر بھی [illegible] تھی۔ تمام [illegible]

[illegible] دیکھی تھی۔ [illegible] کے وقت [illegible] میں ایڈیٹر

صاحب کمرے سے باہر جاتے [illegible]

[illegible] مجھے [illegible] مجھے [illegible]

[illegible]

[illegible] بھی [illegible]

[illegible] تھی۔ [illegible] تلاش [illegible]

[illegible] مجھے صرف [illegible] نظر [illegible] میں [illegible]

[illegible] جگہ [illegible]

[illegible] آگے بڑھا کر [illegible]

بالکل نیا موضوع ہے [illegible] لکھنے [illegible]

[illegible] میری سمجھ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

کی تلاش ہوتی ہے، مگر پھر تمہارے ساتھ یہ مسئلہ [illegible]؟" [illegible]
[illegible] سے وفا [illegible] بات درمیان سے [illegible] تھی۔

"مسئلہ اس لیے ہے کہ میں ایڈیٹر کے دشمن کی کہانی ہوں۔ یہ دشمنی اُس وقت شروع ہوئی تھی جب وارث نے ایک افسانوی مقابلے میں حصہ لیا تھا۔ اس مقابلے میں ایڈیٹر نے بھی حصہ لیا تھا۔ ایڈیٹر تو [illegible] وارث [illegible] حاصل [illegible] میں کامیاب ہوگیا تھا۔" وفا کی بات سن کر کہانی تلاش نے کہا۔

"پھر تو یہ معاملہ [illegible] ہم سب تمہاری مدد [illegible] تیار ہیں۔ تم ردی کی ٹوکری سے باہر آ کر آ جاؤ، گھبراؤ مت، باہر آ جاؤ۔"

پھر وہ [illegible] کے [illegible]

کچھ دیر بعد سب کہانیاں اپنی اپنی جگہ پر واپس چلی گئیں۔ وفا بھی فائل میں گھس گئی۔ فائل میں موجود کہانیوں نے [illegible] سے خوش آمدید کہا تھا [illegible] کہ یہ وہ فائل تھی جسے ایڈیٹر صاحب نے [illegible]

☆

رسالے کا ایڈیٹر منیر ایک ہوٹل میں بیٹھا چند دوستوں سے خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ باتوں باتوں میں اس نے کہا۔

"آج وہ میرے دفتر میں اپنی کہانی لے کر آیا تھا جو خود کو اس صدی کا سب سے بڑا ادیب سمجھتا ہے۔"

"میرا خیال ہے تم وارث کی بات کر رہے ہو۔" کامران نے دہی بڑے کھاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ وارث آیا تھا اپنی کہانی وفا لے کر۔"

"تو کیا تم وہ کہانی شائع کرو گے؟" بلال نے پوچھا۔

"میں اور وارث کی کہانی شائع کروں، یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ میں نے اُس کی کہانی کو اس کے انجام تک پہنچا دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" یاسر نے منیر کو گھورا۔

"میں نے وارث کی لکھی ہوئی کہانی کو اس مقام تک پہنچایا ہے جس کی وہ حق دار تھی [illegible] اور میں نے اسے اس کی منزل تک پہنچا دیا ہے۔" منیر نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

[illegible] منیر [illegible] تو [illegible] فائل میز پر موجود تھی۔ منیر نے ایک کہانی پڑھی اور [illegible] پیشانی پر قابلِ اشاعت [illegible] کہانی پر پڑی تو [illegible]

"یہ کہانی اس فائل میں کس طرح آگئی جب کہ اسے تو میں نے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا تھا۔ [illegible] فائل میں [illegible]"

اگلے ہی لمحے اس نے کہانی وفا کو فائل سے نکال کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ کہانیاں تلاش، دوستی، الزام اور برداشت یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ دوپہر کے وقت وارث کا فون آیا۔ اس نے اپنی کہانی کے بارے میں پوچھا تو منیر نے کہا۔

"کہانی [illegible] نہیں ہے، موضوع پرانا ہے۔"

"کیا موضوع پرانا ہے، کہانی آپ نے پڑھی ہے؟" وارث کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں... ہاں... میں نے کہانی پڑھی ہے۔ میاں کوشش جاری [illegible] قابلِ اشاعت ہوگی۔"

"جی اچھا، میں دوبارہ کوشش کرتا ہوں۔" جیسے ہی وارث نے [illegible]

[illegible] ہوتے ہوئے [illegible] رسالے میں نہیں چھپ سکتی۔ [illegible] کوشش [illegible] ہر بار تمہاری کوشش کو ناکام بنا دوں گا۔"

ردی کی ٹوکری [illegible] بہت اداس تھی۔ اسے افسوس اس بات کا تھا کہ ایڈیٹر نے اسے پڑھنا بھی گوارا نہیں [illegible] اور ہوتا۔ کوڑے کے ڈھیر پر بدبو ہی بدبو تھی۔

☆

دفتر میں موجود کہانیاں اپنی محفل سجائے بیٹھی تھیں۔ سب کو

کہانی وفا کے ساتھ ہونے والے سلوک کا افسوس تھا۔ سب کہانیاں اداس تھیں۔

"وفا کی طرح ہمارے ساتھ بھی ایسا ظلم ہو سکتا ہے۔" کہانی الزام نے کہا۔

"ایڈیٹر صاحب کے بارے میں رسالے میں چھپی کہانیاں تو کچھ اور ہی بتاتی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ہر اچھی کہانی کی وہ قدر کرتے ہیں، اس کو رسالے میں جگہ دیتے ہیں، مگر اب تو معاملہ ہی الٹ ہے۔" کہانی دوستی بولی۔

"ہم اس الٹ معاملے کو سیدھا بھی کر سکتی ہیں۔" کہانی برداشت کی بات سن کر حسرت کہانی نے پوچھا۔

"وہ کیسے؟"

"وہ اس طرح کہ۔۔۔" پھر برداشت نے کہانیوں کو وہ ترکیب بتائی، جس پر عمل کر کے الٹ معاملے کو سیدھا کیا جا سکتا تھا۔

......☆......

منیر کے سامنے بہت سے خطوط پڑے تھے۔ ایک خط پر وارث کا نام اور پتہ لکھا تھا۔ خط دیکھ کر منیر کو غصہ آ گیا تھا۔ اس نے فوراً خط کھولا اور کہانی صبر کو پڑھے بغیر اس پر جلی حروف میں ناقابلِ اشاعت لکھ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ کہانی صبر نے احتجاج کیا، شور مچایا، مگر منیر نہ اس کی بات سن رہا تھا اور نہ سمجھ رہا تھا۔ منیر کچھ لکھ رہا تھا کہ اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی تھی۔

"کوئی فائدہ نہیں..... کوئی فائدہ نہیں۔"

منیر نے قلم روک کر ادھر ادھر دیکھا، مگر اسے کوئی دکھائی نہ دیا۔ اسی اثناء میں آفس بوائے اختر آ گیا۔ وہ دفتر کی جھاڑ پونچھ کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ اس کا معمول تھا کہ وہ ہر روز نہایت عمدہ طریقے سے جھاڑ پونچھ کرتا تھا۔ منیر اس کی کارکردگی سے بہت خوش تھا۔ اس کے کہنے پر اختر کی تنخواہ میں اضافہ ہوا تھا۔

"اختر! تم نے کچھ سنا ہے۔" منیر نے اختر سے پوچھا۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔"

"یہاں تمہیں کوئی آواز سنائی دی ہے۔"

"میں نے تو کوئی آواز نہیں سنی۔" اختر بولا۔

"اچھا تو پھر وہ میرا وہم ہوگا۔" منیر نے کہا۔

"آپ کے لیے ٹھنڈا پانی لا دوں۔"

"ہاں ــــ ہاں ــــ لے آؤ، آج خاصی گرمی ہے۔"

اختر کے دفتر سے باہر نکلتے ہی پھر آواز گونجی۔

"کوئی فائدہ نہیں..... کوئی فائدہ نہیں۔"

منیر ابھی اس آواز کا کھوج لگا ہی رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کوئی اجنبی نمبر تھا۔ اس نے بٹن دبا کر فون کان سے لگایا۔

"میں وارث بات کر رہا ہوں۔"

"ہاں بولو۔" منیر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"وہ میں نے کہانی صبر بھیجی تھی۔۔۔"

"ہاں..... ہاں مل گئی تھی تمہاری کہانی، وہی گھسا پٹا موضوع، میاں کس نے تمہیں کہا ہے کہ کہانیاں لکھو، کوئی اور کام کرو، یہ کام تمہارے بس کا نہیں ہے۔" منیر نے وارث کو بات بھی مکمل نہ کرنے دی تھی۔

"آپ نے کہانی غور سے پڑھی تھی۔" وارث کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ منیر تو آگ بگولا ہو گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کہانی کا موضوع تو نیا ہے۔"

"یہ تم کہتے ہو، ابھی مطالعہ کرو اور کہانی صبر کے لیے صبر ہی کرو۔"

"جی بہتر، میں صبر کروں گا کیوں کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔" یہ کہہ کر وارث نے فون بند کر دیا۔

"کوئی فائدہ نہیں..... کوئی فائدہ نہیں۔"

دفتر میں ایک مرتبہ پھر یہ آواز گونجی تھی۔

کہانی وفا کی طرح کہانی صبر بھی کوڑے کے بدبودار ماحول میں پہنچ گئی تھی۔

وارث کب ہار ماننے والا تھا۔ چند دنوں بعد اس نے اپنی نئی کہانی مہلت ارسال کی۔ منیر نے ہمیشہ کی طرح بغیر پڑھے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہانی کو بھی ردی کی ٹوکری کا راستہ دکھا دیا۔ وارث نے کہانیاں بھیجنا تو بند نہ کیں البتہ اس نے فون کرکے کہانیوں کے بارے میں پوچھنا بند کر دیا تھا۔ منیر جب بھی وارث کی کہانی کو ردی کی ٹوکری میں ڈالتا دفتر میں "کوئی فائدہ نہیں۔" کا جملہ سنائی دیتا۔

ایک دن منیر کام میں مصروف تھا کہ اختر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ہمیشہ کی طرح ایک کپڑا تھا۔ اس نے آتے ہی جھاڑ پونچھ کرنا شروع کر دی۔ وہ ایک ایک چیز کو اٹھا کر صاف کر رہا تھا۔ منیر نے اپنے دفتر میں آج تک گرد و غبار سے اٹی کوئی چیز نہ دیکھی تھی۔ اختر نہایت ایمان داری اور محنت سے اپنا کام کرتا تھا۔ اس کے برعکس دفتر کے دیگر ملازمین اپنے کام میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ منیر بھی سمجھتا تھا کہ اختر ایسا ڈانٹ کے خوف کے باعث کرتا تھا، مگر جب منیر نے اس سے بات کی تو وہ بولا۔

"مجھے گرد و غبار سے نفرت ہے۔ یہ چیزوں پر پڑے تو انہیں خراب کرتا ہے اور اگر دل پر جم جائے تو دل سے نرمی اور پیار رخصت ہو جاتا ہے۔"

اختر نے بڑی گہری بات کی تھی۔ وہ تو دفتر کی چیزوں اور اپنے دل سے گرد و غبار صاف کرکے چلا گیا، مگر منیر کو سوچوں کے سپرد کر گیا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے اردگرد اور اس کے دل پر گرد و غبار جم گیا ہو۔ اس نے اس گرد و غبار کو صاف کرنے کی کبھی کوشش نہ کی تھی۔ اسی لمحے وارث کی ساری کہانیاں اس کی آنکھوں کے سامنے بکھرنے لگی تھیں۔

"میں کہانی وفا ہوں، میرا نام کہانی صبر ہے، مجھے مہلت کہانی کہتے ہیں، ہماری پیشانیوں پر دشمن کی کہانی، ناقابل اشاعت لکھا ہے۔" کہانیوں کی یہ آوازیں سن کر منیر کو ایسا لگ رہا تھا جیسے گرد و غبار کا طوفان اس کی طرف بڑھ رہا ہو۔ اس کے اردگرد گرد و غبار ہی گرد و غبار تھا۔ اس کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اس گھٹن زدہ ماحول میں "کوئی فائدہ نہیں، کوئی فائدہ نہیں۔" کا جملہ سنائی دیا۔ منیر اب کوئی لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے موبائل فون پر وارث کا نمبر ملایا۔ کچھ دیر بعد وہ وارث سے بات کر رہا تھا۔

"میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ نے اس لیے فون کیا ہے کہ میری کہانی قابل اشاعت نہیں، میں ہمت نہیں ہاروں گا، میں پھر کوشش کروں گا۔"

"ایسی بات نہیں ہے، کیا آپ کے پاس کہانیاں وفا، صبر اور مہلت کی فوٹو کاپیاں محفوظ ہیں۔"

"جی... جی ہاں... میرے پاس ان کہانیوں کی فوٹو کاپیاں موجود ہیں، مگر آپ تو ان کہانیوں کو پڑھ کر ناقابل اشاعت قرار دے چکے ہیں۔"

"میں نے ان کہانیوں کو پڑھا ہی نہیں تھا۔ میں آپ کو اپنا ادبی دشمن سمجھنے لگا تھا۔ آپ کی کامیابیوں سے میں حسد میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اختر کی بات نے میرے دل پر پڑے گرد و غبار کو صاف کر دیا ہے۔"

"کون اختر؟" وارث نے سوال کیا۔

اس کے جواب میں جب منیر نے ساری بات بتائی تو وارث نے کہا۔

"اختر نے درست کہا ہے کہ دل پر حسد اور نفرت کی گرد و غبار جم جائے تو پھر دل سے نرمی اور پیار رخصت ہو جاتا ہے۔"

وارث کو فون کرکے منیر خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ دفتر میں موجود سبھی کہانیوں نے وارث اور منیر کی گفتگو سنی تھی۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔

"فائدہ تو اب ہو گا، جو لکھنے والا اپنی لکھی ہوئی باتوں پر خود عمل نہ کرے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، فائدہ تو تب ہوتا ہے جب وہ ان باتوں پر خود عمل کرے جن سے وہ دوسروں کو روکتا ہے۔"

اب اس راز سے بھی پردہ اٹھ گیا تھا کہ "کوئی فائدہ نہیں۔" کی آواز کس کی تھی۔ شام کو جب وارث اپنی کہانی لایا تو منیر نے اسے پڑھ کر اس پر "دشمن کی کہانی" کی بجائے "دوست کی کہانی" لکھ کر قابل اشاعت کہانیوں کی فائل میں رکھ لیا۔ اس کے ایسا کرنے کی دیر تھی کہ دل پر جمی گرد و غبار ایک جھٹکے سے ختم ہو گئی تھی۔ اب اس کے صاف ستھرے دل میں نرمی بھی تھی اور پیار بھی تھا۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہونہار مصور

جو آیا، جیا دی آریا

عائشہ ادریس، علی پور (دوسرا انعام 150 روپے کی کتب)

[illegible] (پہلا انعام 175 روپے کی کتب)

تسمیہ ادریس کنڈیارو، کراچی (چوتھا انعام 100 روپے کی کتب)

[illegible]، اسلام آباد (تیسرا انعام 125 روپے کی کتب)

شہزادہ سفیر، جھنگ (چھٹا انعام 75 روپے کی کتب)

[illegible]، اسلام آباد (پانچواں انعام 90 روپے کی کتب)

ان اچھے مصوروں کے نام: [illegible]

ہدایات: تصویر 6 انچ چوڑی، 8 انچ لمبی اور رنگین ہو۔ تصویر کی پشت پر صاف اپنا نام، عمر، کلاس اور پورا پتا لکھیے اور سکول کے پرنسپل یا ہیڈ مسٹریس سے تصدیق کروائے کہ تصویر اپنی بنائی ہے۔

آخری تاریخ 8 اکتوبر

آخری تاریخ 8 نومبر

WWW.PAKSOCIETY.COM

بلاعنوان

اس تصویر کا اچھا سا عنوان تجویز کیجیے اور 500 روپے کی کتب لیجیے۔ عنوان بھیجنے کی آخری تاریخ 10 اکتوبر 2012ء ہے۔

ستمبر 2012ء کے "بلاعنوان کارٹون" کے لیے جو عنوانات موصول ہوئے، اُن میں سے مجلس ادارت کو جو عنوانات پسند آئے، اُن عنوانات میں سے یہ ساتھی بذریعہ قرعہ اندازی 500 روپے کی انعامی کتب کے حق دار قرار پائے۔

- اب پتہ چلا ہے کہ ون ویلنگ تو بندروں کا کام ہے۔ (زربیہ عثمان، فیصل آباد)
- بندر ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے۔ (شافیہ ریحان، لاہور)
- بندر میاں متوالے، کام ہیں ان کے نرالے۔ (زرمین کنول، ملتان)
- بندر جی! کیا مجھے لفٹ مل سکتی ہے؟ (محمد وحید، راولپنڈی)
- بندر نے بھی انسانوں جیسی حرکتیں کرنا سیکھ لی ہیں۔ (ماہین الماس، فیصل آباد)

WWW.PAKSOCIETY.COM